إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیتوں میں کج بحثی کرتے ہیں ہم سے مخفی نہیں رہتے

الحمد للہ

کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ جامع الاوصاف دافع الاعتساف موسوم بہ

تحفۃ الانصاف

لصاحب الاختلاف فی تفسیر آیۃ الاستخلاف

جس میں

شیعوں کے مایہ فخر مبلغ ڈاکٹر نور حسین صاحب ساکن جھنگ کے مضمون متعلقہ آیہ استخلاف مندرجہ سہیل نمبر ۴ و ۵ جلد پنجم کا جواب باصواب بکمال حسب ذیل امور روز روشن کی طرح واضح و آشکار کر دیے گئے ہیں

(۱) آیت استخلاف کی تصدیق بغیر اسکے کہ تینون خلفا قبل انکا موعود من اللہ ہونا تسلیم کیا جائے ناممکن ہے

(۲) صحابہ کرام پر طعن کرنیوالوں کے اصول پر نہ کوئی نبی طعن سے محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ کسیکی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اور دین اسلام کی تو ایک بات بھی محفوظ نہیں رہ سکتی

(۳) مذہب شیعہ کی بنیاد جھوٹ بولنے اور ختم نبوت کا انکار کرنے پر ہے

باہتمام کارپردازان صحیفہ مبارکہ انجم

مطبع عمدۃ المطابع دہلی مطبوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امابعد واضح ہو کہ پنجاب مین حامیان مذہب شیعہ کے رکن عظیم ڈاکٹر زر حسین صاحب ساکن جھنگ کا ایک مضمون آیۂ استخلاف کے متعلق سہیل لکھنؤ نمبر ۴ و نمبر ۵ جلد پنجم مین شائع ہوا ہے جسکو کئی ماہ ہو گئے اس مضمون کا جواب لکھنے کا ارادہ نہ تھا ورنہ اتنے دن نہ گزرتے۔ درحقیقت ایسے مضامین کا جواب لکھنا بہت دشوار کام ہے اسلیئے کہ جس کام کی ضرورت کا احساس نہو اسکی طرف طبیعت کا متوجہ ہونا آسان کام نہین مگر اہل جھنگ نے باربار اصرار کیا اور پھر یہ بھی خیال آیا کہ دراصل یہ بھی خدمت قرآن مجید کی ہے لہٰذا خدا کا نام لیکر آج جواب لکھنے کے لیئے قلم ہاتھ مین لیتا ہون۔ واللہ المستعان علے ما یصفون۔

یہ ڈاکٹر صاحب وہی بزرگ ہین جنھون نے ـــــہ مین ایک مضمون بجواب النجم اپنے مذہبی اخبار درنجف مین لکھا تھا اور ایڈیٹر درنجف نے اُسکے ساتھ شیعون کو تسلی دینے کے لئے یہ اعلان بھی شائع کیا تھا کہ اب یہی صاحب النجم کے مضامین کا جواب لکھا کرینگے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ صفر ۱۳۳۲ھ مین النجم مین اس مضمون کا مفصل رد شائع ہوا اور اس مین یہ بھی لکھدیا گیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ جواب سے عاجز ہو کر درنجف النجم سے مبادلہ بند کردے جس طرح اخبار اثناعشری دہلی نے کیا تھا۔ خدا کی قدرت کہ یہی ہوا۔ اُس تاریخ سے پھر درنجف کی شکل دیکھنے مین نہ آئی النجم ڈیڑھ سال تک ان کے نام مفت جاری رہا اور باربار یاددہانی کی گئی مگر صدائے برنخاست۔

ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے کو سابق سُنی حنفی مشہور کرنے مین بہت کوشان نظر آتے ہین اصلیت کا

حال خدا جانے مگر سرزمین پنجاب میں یہ کوئی نرالی چیز نہیں ہے۔ جہاں سُنی بنجانا ایک معمولی بات ہے وہاں شیعہ بنجانا کیا مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب بایں معنی سُنی رہے ہوں کہ اُن کے آبا واجداد سُنی تھے ورنہ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی شخص حقیقی طور پر مسلمان ہوا ور وہ مرتد ہو جائے۔ ایمان کی حلاوت و بشاشت جب قلب تک پہونچ جائے تو پھر ارتداد کا امکان ہی نہیں رہتا۔ کما ورد فی الحدیث۔ ولنعم ما قیل ؎

قدغن ہے کہ کوچہ میں کوئی آنے نہ پائے ۔۔۔ اور بے خبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اب آیۂ استخلاف پر طبع آزمائی فرمائی ہے اور اپنے اس مضمون کو خواہ مخواہ تفسیر آیۂ استخلاف تصور فرما کر رفع الاختلاف کے نام سے موسوم کیا ہے حالانکہ جو کچھ اُنھوں نے لکھا ہے وہ اختلاف ہی اختلاف ہے اور اختلاف بھی نہایت مذموم یعنی قرآن کریم کے مفہوم صریح سے۔

سرورق پر یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ یہ مضمون روئداد مباحثہ منٹگمری کا بھی جواب ہے اور مدیر النجم کی تفسیر آیۂ استخلاف کا بھی۔ میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کو اس مقام پر بڑا سہو ہو گیا۔ کئی ضروری نام لکھنے سے رہ گئے۔ کم از کم مباحثہ بمبئی موسوم باسم تاریخی رد مذہب شیعہ اور مباحثہ چکوال موسوم باسم تاریخی رد اثنا عشریہ اور کتاب مستطاب تحفہ و ازالۃ الخفا و منہاج السنہ کے نام ضرور لکھنے چاہیئے تھے کہ یہ مضمون ان سب کا جواب ہے۔

روئداد مباحثہ منٹگمری کی تو چند سطریں دو مقام سے ڈاکٹر صاحب نے نقل بھی کی ہیں مگر تفسیر آیۂ استخلاف کو تو کہیں سے چھوا بھی نہیں بلکہ ان کا یہ مضمون بتا رہا ہے کہ تفسیر مذکور کو کبھی اُنھوں نے دیکھا بھی نہیں لیکن جواب اسکا بھی ہو گیا اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ کافی اور باصواب شاباش ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں دوستانہ مشورہ کے طور پر ایک عرض یہ ہے کہ آپ نے قرآنی مباحث میں دخل دے کر ناحق اپنے کو مبتلائے مصیبت کیا۔ آپ حضرات اگر کچھ اُلٹی سیدھی باتیں کر سکتے ہیں تو صرف روایات کے بحث میں کیونکہ روایات میں ایک حد تک آپ کے اسلاف کرام کا ہاتھ ہے مگر قرآن کریم کے تو آپ قریب بھی نہیں جا سکتے اور کبھی جاتے ہیں تو مدتوں پچھتانا پڑتا ہے۔ قرآن کریم تو

دشمنون کے قسمت مین ہے۔ روز اول سے اُسکی جو جو خدمتیں حق تعالیٰ کو لینا تھین وہ بلا شرکت غیرے سنیون ہی سے لین اُسکی حفاظت کا آلہ اُنھین کے سینون اور سفینون کو بنایا۔ فللہ الحمد علی ذلک

یہی وجہ ہے کہ آپ کے علمائے کرام قرآن عظیم سے ہمیشہ دُور دُور بھاگتے رہے کبھی اُسکو محرف کہکر بیچھا چھوڑانا چاہا اور کبھی اسکو معما اور چیستان قرار دے کر گلو خلاصی کی کوشش کی اور کہدیا کہ قرآن کو سوا ائمہ کے کوئی نہین سمجھ سکتا۔ جہان کسی نے بلا انضمام روایات کسی آیت کی تفسیر بیان کی اور فوراً شور برپا کردیا کہ یہ تو تفسیر بالرای ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے امام المناظرین مولوی حامد حسین نے عبقات مین بجواب صاحب تحفہ بحث آیات کو چھوڑ کر صرف بحث روایات پر قناعت کی۔

آپ کے مفسر عالی شان مصنف تفسیر مجمع البیان نے تفسیر مذکور کے دیباچہ مین کس طرح صاف لفظون مین اس کا رونا رویا ہے کہ اہل سنت نے مطالب عالیہ قرآنیہ کے سمندر مین خوب گہرے غوطے لگائے ہین اور نہایت عمدہ عمدہ موتی نکالے ہین مگر افسوس ہمارے اصحاب (یعنے علمائے شیعہ) نے کچھ نہین کیا۔

قرآن کریم سے آپ کے مذہب اور علمائے مذہب کی نفرت اور خانہ ساز روایات کی طرف رغبت آج کی نہین بلکہ اُسوقت کی ہے جب آپ کے مذہب کی بنیاد رکھی جارہی تھی چنانچہ حضرت سلمان فارسی نے اس حالت کو دیکھکر کیا خوب فرمایا۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۱۰ مین ہے۔

سلمان بروم گفت کہ گریختید از قرآن بسوے حدیث زیراکہ قرآن را کتاب رفیع یافتید دراںجا شمار احساب مے نمایند بر نقیر و قطمیر و فتیل ملحی برامر خردے و ریزہ بر قدر دانۂ خردے۔ پس تنگی کرد بر شما احکام قرآن پس گریختید بسوئے احادیثے کہ کار را برشما کشادہ و آسان کردہ است۔

روایات کو اہل سنت بھی لیتے ہین مگر شیعون کے طرز عمل مین اور اہل سنت کے طرز عمل مین بڑا فرق ہے۔ یہ فرق جسکو معلوم ہے مذہب شیعہ کی حقیقت اُس کے سامنے بالکل بے نقاب ہے۔

سُنی شیعہ کا ایک نہایت اہم امتیاز

اہل سنت کے مذہب کی بنیاد قرآن مجید پر ہے۔ عقائد ضروریہ مین تو سوا قرآن کے اور کوئی

چھوڑی نہین جاتی۔ ہان حدیث اگر حقیقی معنی مین متواتر ہو تو وہ قبول کر لیجاتی ہے۔ اب رہے اعمال وغیرہ ان مین البتہ روایات سے کام لیا جاتا ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ روایت قرآن کے خلاف نہو۔ اہل سنت کبھی کسی حال مین قرآن کے خلاف کسی چیز کو ہرگز قبول نہین کرتے حدیث کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ معتبر کتاب اُن کے یہان صحیح بخاری ہے لیکن بالفرض اُسکی کوئی روایت قرآن کے خلاف ہو تو اُسکو بھی نہ خاک کرنے کے تیار ہین۔ روایت تو روایت قسم ہے اُسکی جس نے قرآن کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا کہ قرآن کے خلاف محسوسات ومشاہدات بھی اہل سنت کے نزدیک مردود ومطرود ہین۔

اور مذہب شیعہ کو کوئی تعلق قرآن سے نہین ہے عقائد سے لیکر اعمال تک سارے مذہب کی بنیاد روایات پر ہے اور روایات بھی صرف وہ لیجاتی ہین جو قرآن کے خلاف ہون۔ ان روایات مین جس کو اُنھون نے چاہا متواتر کا لقب دیدیا جس کو چاہا مستفیض کہدیا۔ اگر کوئی روایت قرآن کے موافق ہوتی ہے تو اُسکو جس طرح ہو سکتا ہے رد کر دیتے ہین۔ تدوین روایات کے زمانے مین بڑی زبردست کوشش شیعون نے اس بات کی کی کہ اپنی تصنیف کی ہوئی روایتین سنیون کی کتابون مین درج کرا دین چنانچہ سُنی بنکر ائمہ محدثین سے روایتین بیان کین اور کسی حد تک اپنی کوشش مین کامیاب ہوئے پھر بعض شیعہ علما نے سُنی بنکر کتابین تصنیف کین اور ان مین اپنی خانہ ساز روایتین درج کین اور اس غضب کا تقیہ اُنھون نے کیا کہ عمر بھر سُنی بنے رہے اور تمام اعمال طریق اہل سنت ادا کرتے رہے ساری دنیا ان کو سُنی سمجھتی رہی حتیٰ کہ کتب رجال مین بھی اُن کو سُنی لکھا گیا مگر اُن کی تصنیفات نے ان کا راز فاش کر دیا۔

انھین وجوہ سے شیعہ روایات پر اس قدر دلدادہ ہین۔ مگر الحمد للہ کہ ان کارروائیون سے کوئی نقصان اہل سنت وجماعت کو نہ پہونچا کیونکہ اصول ان کے اس قدر عمدہ ہین کہ فوراً دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمونہ کے طور پر ہم چند مثالین ایسی لکھدین کہ شیعون نے قرآن کی مخالف روایات کو کس طرح حرز جان بنایا ہے۔

مثال اول قرآن کریم بڑے اہتمام اور بڑی تصریح کے ساتھ اسکو بیان فرماتا ہے کہ حضرات انبیاء

رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی خدا کی طرف سے مفترض الطاعۃ ہین ان کا اتباع نجات کیلئے کافی ہے۔ اُن کے سوا کسی کی اطاعت منجانب اللہ فرض ہے اور نہ کسی کا قول وفعل حجت شرعی ہے (دیکھو رسالہ تفسیر آیات امامت) مگر مذہب شیعہ نے اپنی خانہ ساز روایتون کی بنا پر مسئلہ امامت کو بھی اصول دین[1] مین قرار دے کر یہ اعتقاد قائم کیا ہے کہ ائمہ بھی مثل انبیا کے معصوم و مفترض الطاعۃ ہوتے ہین اور بالکل اسی طرح ان کا قول وفعل بھی حجت شرعی ہوتا ہے۔

مثال دوم قرآن کریم نہایت وضاحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرماتا ہے لیکن مذہب شیعہ اپنی بعض روایات کیوجہ سے یہ تعلیم دیتا ہے[2] کہ آپ کے بعد ایک دو نہین بارہ ہستیان ہر بات مین آپکی مثل یا نتاہی رتبہ بھی انکا آپکی برابر معصوم و مفترض الطاعۃ بھی آپ ہی کی طرح تحلیل و تحریم[3] کا اختیار بھی انکو آپ ہی کی مانند

[1] یہ رسالہ شیعون کا مشہور رسالہ ہے کسی کتاب کے حوالے کی حاجت نہین اسی رسالہ کی وجہ سے شیعہ اپنے کو امامیہ کہتے ہین ۱۲ [2] اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص۱۱۷ مین امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ما جاء بہ علی اخذ بہ وما نہی عنہ انتہی عنہ جری لہ من الفضل مثل ما جری لمحمد ولمحمد الفضل علی جمیع ما خلق اللہ عز وجل (الی ان قال) وکذلک یجری لائمۃ الہدی واحدا بعد واحد ترجمہ جو احکام علی لائے ہین مین اُنپر عمل کرتا ہون اور جس چیز سے علی نے منع کیا ہے اُس سے باز رہتا ہون علی کی بزرگی مثل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بزرگی کے ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کی تمام مخلوق پر بزرگی حاصل ہے اور ایسی ہی بزرگی تمام ائمہ ہدیٰ کی ہو یکے بعد دیگرے ۱۲ [3] اصول کافی ص۲۷۸ مین عن محمد بن سنان قال کنت عند ابی جعفر الثانی علیہ السلام فاجریت اختلاف الشیعۃ فقال یا محمد ان اللہ تبارک وتعالی لم یزل متفردا بوحدانیتہ ثم خلق محمدا وعلیا وفاطمۃ فمکثوا الف دہر ثم خلق جمیع الاشیاء فاشہدہم خلقہا واجری طاعتہم علیہا وفوض امورہا الیہم فہم یحلون ما یشاءون ویحرمون ما یشاءون ترجمہ محمد بن سنان کہتے ہین مین امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس تھا مین نے شیعون کے مذہبی اختلاف کا تذکرہ کیا تو امام نے فرمایا کہ اے محمد بہ تحقیق اللہ تبارک وتعالی اپنی وحدانیت کے ساتھ منفرد رہا پھر اُسنے محمد اور علی اور فاطمہ کو پیدا کیا اور ان کو اپنی مخلوق پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت سب پر فرض کی اور تمام مخلوق کے معاملات ان کے سپرد کر دیے پس وہ جس چیز کو چاہتے ہین حلال کرتے ہین اور جس کو چاہتے ہین حرام کرتے ہین ف اس روایت مین شیعون کے مذہبی اختلاف کا سبب ائمہ کے اختیارات کو قرار دیا گیا ہے یعنے ایک ہی چیز کو ایک امام نے حلال کر دیا اور دوسرے نے حرام اس وجہ سے شیعون مین اختلاف پڑ گیا شیعون کا مذہبی اختلاف بھی عجیب چیز ہے کوئی مسئلہ ایسا نہین جس مین خود ائمہ کے مختلف اقوال نہ موجود ہون آج علمائے شیعہ اس اختلاف کی گتھی سلجھانے مین پریشان ہین اور بیچارون کے بنائے کچھ نہین بنتی خدا رحم کرے ۱۲

مثال سوم - قرآن مجید کی متعدد آیتین اعلان دے رہی ہین کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ دار خداوند قادر قوی ہے اور اس مین کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہو سکتا مگر مذہب شیعہ[1] نے اپنی زائد از دو ہزار روایات کو متواتر قرار دے کر ہر قسم کی تحریف سے قرآن کو ملوث قرار دیا ہے اور قرآن موجود کو بجائے ایمان کی کتاب کے کفر کا ستون قائم کرنے والا مانا ہے -

مثال چہارم قرآن کریم بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ جو شخص مر گیا وہ قیامت سے پہلے زندہ نہ کیا جائے گا نہ اس عالم مین آئے گا مگر مذہب شیعہ اپنی روایات کی بنا پر رجعت[2] کا قائل ہے کہ قیامت سے پہلے لوگ زندہ ہو کر اس دنیا مین آئین گے اور مظلومون کا انتقام ظالمون سے دلوایا جائے گا -

مثال پنجم قرآن کریم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب خصوصاً مہاجرین و انصار کی بہت اعلی مدح فرماتا ہے اصحاب بیعۃ الرضوان سے خدا کی رضامندی کا اظہار کرتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر ان سب کو برا سمجھتے ہین اور ان کو برا کہنا[3] اعلی ترین عبادت قرار دیتے ہین -

---

[1] اس بحث مین حسب ذیل چند امور یاد رکھنے کے قابل ہین (۱) کہ کتب شیعہ مین زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی ہین جن مین چار قسم کی تحریف قرآن مین بیان کی گئی ہے - کمی بیشی تبدل الفاظ و حروف - خرابی ترتیب آیات و کلمات و حروف اور ان روایات کے ساتھ علمائے شیعہ کا یہ اقرار کتب شیعہ مین موجود ہے کہ یہ روایات متواتر ہین اور تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین اور انھین روایات کے مطابق اعتقاد بھی ہے (۲) قدمائے شیعہ مین گنتی کے صرف چار آدمی منکر تحریف ہین شیخ صدوق ابن بابویہ شریف مرتضی ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان جب شیعون کو اپنے منکر تحریف ہونے کا ثبوت دینے کی ضرورت پڑتی ہے تو انھین چار مین سے کسی کا قول پیش کر دیتے ہین (۳) کتب شیعہ مین تحریف قرآن کے خلاف کوئی روایت ائمہ معصومین کی نہین ہے مقام حیرت ہے کہ سوا مسالہ تحریف قرآن کے اور کوئی مسالہ مذہب شیعہ کا ایسا نہین ہے جس مین مختلف اقوال ائمہ معصومین کے منقول نہ ہون مگر اس مسالہ تحریف مین کوئی اختلاف روایت نہین ہے (۴) یہ چار شخص جو منکر تحریف ہین اپنی تائید مین ائمہ معصومین کا قول پیش نہین کرتے نہ اپنی روایات تحریف کا کچھ جواب دیتے ہین بلکہ اپنی تائید مین جو دلائل پیش کرتے ہین وہ مذہب شیعہ کے خلاف یعنی صحابہ کرام کے فضائل سے استدلال کرتے ہین (۵) جو شیعہ آج منکر تحریف بنتے ہین وہ بھی تحریف کو کفر نہین کہتے ۱۲

[2] یہ عقیدہ شیعون کا مسلم الکل ہے کسی کتاب کے حوالے کی ضرورت نہین قرآن مجید مین ہے ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون یعنی قیامت تک مرے ہوون کے اور اس عالم کے درمیان مین ایک برزخ حائل ہے ۱۲

[3] انتہا ہے کہ تمام صحابہ کو سوا چار کے مرتد کہتے ہین مقداد سلمان عمار ابوذر اور ان چار مین بھی صرف ایک کو لغزش سے محفوظ کہتے ہین تبرابازی کا ان کے مذہب مین عبادت ہونا ہر شخص جانتا ہے ؎ دشنام بہ مذہبے کہ طاعت باشد - مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ۱۲

مثال ششم - قرآن مجید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والون کو اشداء علی الکفار اور اعزۃ علی الکافرین فرماتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کافرون سے ڈرتے تھے اور جہادون سے بھاگ جایا کرتے تھے۔

مثال ہفتم - قرآن مجید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والون کو رحماء بینھم اور اذلۃ علی المومنین فرماتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر اس بات کے معتقد ہین[لہ] کہ ان مین باہم عداوتین تھین ایک دوسرے کی ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے اُنھون نے رسول کی بیٹی کا حق غصب کر لیا اور حضرت علی کی خلافت چھین لی اور سب سے بڑھکر یہ کہ رسول کی بیٹی کو مارا پیٹا اسی صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا اور مر گئین وغیرہ وغیرہ۔

مثال ہشتم - قرآن مجید صاف صاف یہ فرماتا ہے کہ صحابہ مہاجرین مین سے جسکو زمین مین تمکین ملیگی وہ زمانہ تمکین مین اقامت صلوۃ وایتاء زکوۃ اور امر معروف ونہی منکر کرے گا غرضکہ وہ فرائض خلافت کو کما حقہ ادا کرے گا اور اسکے تمام احکام پسندیدہ خدا ہون گے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ تینون مہاجرین جو خلیفہ ہوئے ان کی خلافت ناحق تھی اور اُنھون نے اپنے زمانہ خلافت مین بہت ظلم کیئے شریعت الٰہیہ کو درہم برہم[ٹلہ] کر دیا۔

مثال نہم - قرآن مجید نہایت صراحت کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات[ٹلہ] یعنی کئی صاحبزادیان بیان کرتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر آپ کی صرف ایک بنت حضرت فاطمہ کو قرار دیتے ہین۔

لہ خاندان رسول پر جو جو ظلم ان کے کتب شیعہ مین بیان کیئے گئے ہین اُن کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابتدائے آفرینش عالم سے آج تک کسی ظالم نے ایسے ظلم نہ کیئے ہونگے ۱۲ ٹلہ اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ قرآن کو محرف کر دیا اور حضرت علی کو اصلی قرآن کی اشاعت نہ کرنے دی متعہ جیسی عظیم الشان عبادت کو حرام کر دیا نماز تراویح جیسے فعل بد کو رواج دیا حضرت علی وحضرت فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم کو جبراً چھین کر اپنے تصرف مین لائے ۱۲ ٹلہ پارہ ۲۲ سورۂ احزاب مین ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ ترجمہ اے نبی اپنی بی بیون اور بیٹیون سے کہدیجئے عربی زبان مین جمع کا صیغہ تین سے کم پر نہین بولا جاتا لہذا قرآن پر ایمان رکھنے والا کم سے کم آپ کی تین صاحبزادیان تو ضرور پائے گا اور تاریخ ومعتبر روایات بتا رہی ہین کہ چار تھین ۱۲

مثال دہم - قرآن مجید وضو میں پاؤں کے دھونے کی تعلیم[1] دیتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر وضو میں پاؤں کے مسح کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔

مثال یازدہم - قرآن کریم پنجگانہ نمازوں کو مَوْقُوتًا[2] یعنی مقید بوقت فرماتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر بلا کسی عذر کے دو دو نمازوں کو ایک ساتھ ادا کرنے پر مصر ہیں۔

مثال دوازدہم - قرآن عظیم متعہ کو حرام[3] قرار دیتا ہے مگر شیعہ اپنی بعض روایات کی بنا پر متعہ

---

[1] چنانچہ آیت وضو میں پاؤں کے ساتھ الی الکعبین کی قید اس مطلب کو واضح کر رہی ہے کہ پاؤں مسح کے تحت میں نہیں ہے کیونکہ مسح کی حد میں ٹخنے پڑتے ہی نہیں ہاں دھونے کی حد میں پڑتے ہیں ۱۲
[2] پارہ سورت میں ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا بتحقیق نماز ایمان والوں پر لکھی ہوئی ہے وقت کے ساتھ مقید کی ہوئی۔ مقید بوقت کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ ہر نماز کا وقت جداگانہ ہے مگر جب بلا عذر دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا جائز ہوا تو وقت کی قید ہر نماز کے لیے کہاں رہی ۱۲
[3] قرآن شریف میں مکی اور مدنی دونوں قسم کی آیتیں حرمت متعہ پر دلالت کرتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ دین اسلام میں کبھی حلال نہیں ہوا۔ اس جگہ تین آیتیں لکھی جاتی ہیں (۱) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ - ترجمہ (فلاح پائیں گے) وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی زوجہ یا لونڈیوں پر پس ان پر کچھ ملامت نہیں اور جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور صورت اختیار کرے وہ حد شرعی سے نکل جانے والا ہے۔ یہ آیت مکی ہے اور قرآن مجید میں دو جگہ ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ زوجہ اور لونڈی کے سوا کوئی تیسری صورت جائز نہیں اور ممنوعہ یقیناً نہ زوجہ ہے نہ لونڈی جیسا کہ انجم دور جدید جلد اول نمبر ۲ میں اس پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے (۲) پارۂ ۵ سورۂ نساء میں ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ترجمہ اور جو شخص تم میں سے نہ مقدرت رکھتا ہو آزاد ایمان والی عورتوں سے نکاح کرنے کی تو ایمان دار لونڈیوں سے نکاح کرے۔ یہ آیت مدنی ہے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ متعہ حلال ہوتا تو بے مقدرت والوں کو بجائے لونڈیوں سے نکاح کے متعہ کا حکم دیا جاتا کیونکہ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں بہ نسبت متعہ کے خرچ زائد ہے (۳) پارۂ ۱۸ سورۂ نور میں ہے وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ترجمہ جو لوگ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے اُن کو چاہیے کہ اپنے آپ کو بچائیں یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے مالدار کر دے یہ آیت بھی مدنی ہے اگر متعہ حلال ہوتا تو بجائے اسکے کہ مالدار ہونے تک صبر کا حکم دیا گیا یہ حکم دیا جاتا کہ وہ متعہ کر لیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کسی وقت بحالت اضطرار جائز کیا گیا تھا مگر پھر ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا کتاب تہذیب الاحکام میں جو شیعوں کی کتب اربعہ میں سے ہے خود حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ کو حرام کر دیا مگر یہ روایت چونکہ قرآن کے موافق ہے اس لیے شیعوں نے اسکو پس پشت ڈال دیا ہے ۱۲

سی فحش چیز کو نہ صرف جائز بلکہ ایسی عظیم الشان عبادت قرار دیتے ہین کہ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا مرتبہ ملتا ہے اور دو مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسن کا اور تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضرت علی کا اور چار مرتبہ متعہ کرنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھو تفسیر منہج الصادقین بارہ پنجم یہ ثواب تو نماز روزہ بلکہ کسی عبادت مین نہین ہے۔

اثنا عشریون کی خاطر سے اس مقام مین صرف بارہ مثالون پر اکتفا کیجاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ کارروائی بھی کچھ کم عجیب و غریب نہین کہ آپ جواب تو لکھ رہے ہین مباحثہ ننگمری کی روئداد کا لیکن شروع سے آخر تک کہین بھولے سے اپنے مناظر (مولوی مرزا احمد علی) کو نام نہین لیتے نہ ان کی تقریر کا کوئی حرف نقل کرتے ہین نہ اسی کا انکار کرتے ہین کہ یہ تقریرین اُن کی نہین ہین بلکہ اپنی طرف سے آپ لے نئے جواب دینا شروع کر دیئے ہین اگرچہ اس سے یہ تو سمجھا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مناظر کے جوابات کو صحیح نہین سمجھتے اور مباحثہ ننگمری میں شیعوں کے ناقابل اخفا شکست کی کوئی تاویل نہین کر سکتے۔ مگر پھر بھی اُن پر فرض تھا کہ وہ کچھ نہ کچھ اپنی رائے کا اظہار کر دیتے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کی ضخامت کچھ تو بے تعلق باتون سے اور کچھ کاتب سہیل کی عنایت سے چھیالیس صفحہ کر دی ہے لیکن خلاصہ اس کا حسب ذیل چند الفاظ مین ہدیۂ ناظرین ہے۔

(۱) یہ دعویٰ کہ ،، آیت استخلاف مین جو وعدہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام اور مومنین صالحین سے ہے جو عہد نبوی مین پورا ہو گیا۔

(۲) دعویٰ مذکور کے ثبوت مین تفسیرون کے حوالے

(۳) دعویٰ مذکور کے ثبوت مین آیات قرآنیہ کے حوالے۔

(۴) صحابۂ کرام کے مطاعن۔

(۵) کچھ متفرق باتین مثلاً اول و آخر مین انجم کی شکایت اور اسکا رونا۔ اور مسالۂ تقیہ اور مسالہ معصومیت امام وغیرہ وغیرہ۔

لہذا مین اپنے اس رسالہ کو چھ باب پر تقسیم کرتا ہون۔ پہلے باب مین اصل بحث کی ترضیح ہو گی اور باقی پانچ بابون مین علی الترتیب اُمور مذکورۂ بالا کا جواب ہو گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

باب اول - اصل مبحث کی توضیح -

اصل مبحث یہ ہے کہ انجم مین تفسیر آیات خلافت کے سلسلہ مین جو تفسیرین شائع ہوئی ہین اُن سے عموماً اور تفسیر آیت استخلاف سے خصوصاً شیعون کو نہایت پریشانی لاحق ہے -

آیت استخلاف پر تین مناظرے بھی ہو چکے ہین اوّل مناظرہ بمبئی جو ملا باقر صاحب سے ہوا - دوم مباحثہ چکوال جو مولوی محمد سجاد لکھنوی سے ہوا - سوم مباحثہ منٹگمری جو شیعون کے نئے مجتہد مولوی مرزا احمد علی سے ہوا ان تینون مباحثون کی رودادین شائع ہو چکی ہین - آخر الذکر مباحثہ نے بہت پرانے پرانے زخمون کو تازہ کر دیا اور ظلم یہ ہوا کہ مولوی مرزا احمد علی نے مباحثہ کے بعد اپنے اخبار شیعہ لاہور مین اپنی فتح و ظفر کا شادیانہ بجایا ہوا اعلان تو دیا مگر باوجود تقاضون کے کوئی جعلی روداد چھپا کر شائع نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کی مدت گزر جانے پر بھی پنجاب کے شیعون کی بے چینی کم نہ ہوئی حتی کہ ڈاکٹر نور حسین صاحب کو یہ رسالہ لکھنا پڑا اور آیت استخلاف پر توجہ کرنی پڑی - آیۂ استخلاف یہ ہے -

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ -

ترجمہ وعدہ کیا ہے اللہ نے اُن لوگون سے جو ایمان لائے تم مین سے اور اُنھون نے اچھے کام کیے کہ ضرور ضرور ان کو خلیفہ (یعنی بادشاہ) بنائے گا زمین مین جیسے خلیفہ بنایا تھا ان لوگون کو جو ان سے پہلے تھے اور ضرور ضرور مضبوط کرے گا ان کے لیئے دین اُن کا جو پسند کیا خدا نے اُن کے لیئے اور ضرور ضرور بدلے مین دے گا اُن کو بعد اُن کے خائف ہونے کے امن وہ لوگ (اس مرتبہ پر پہونچکر بھی) میری عبادت کرین گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرین گے اور جو لوگ اسکے بعد ناشکری کرین وہ اعلیٰ درجہ کے فاسق ہین -

ترجمہ قبلۂ شیعہ مولوی فرمان علی

(اے ایمان دارو) تم مین سے جن لوگون نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کیے اُن سے

خدانے وعدہ کیاہے کہ اُن کو (ایک نہ ایک روز) زمین پر ضرور اپنا نائب مقرر کرے گا جس طرح اُن لوگون کو نائب بنایا جو اُن سے پہلے گزر چکے ہین اور جس دین کو اُس نے ان کے لیئے پسند فرمایا ہے (اسلام) اسپر[1] انھین ضرور ضرور پوری قدرت دے گا اور اُن کے خائف ہونے کے بعد (اُن کے ہراُس کو) امن سے ضرور بدل دے گا وہ (اطمینان سے) میری عبادت کرین گے اور کسی کو ہمارا شریک نہ بنائین گے اور جو شخص اسکے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ بدکار ہین۔

ترجمہ قبلۂ شیعہ مولوی مقتول احمد

اُن سب[2] لوگون سے جو تم مین سے ایمان لائے اور جنھون نے نیک عمل کیئے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور اُن کو زمین مین جانشین بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلون کو جانشین بنایا تھا اور ضرور اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لیئے پسند کرلیا ہے ان کی خاطر سے پائدار کردے اور ضرور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا اُس وقت وہ میری ہی عبادت کرین گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائین گے۔ اور جو اسکے بعد ناشکری کرے گا پس نافرمان وہی ہین۔

آیت مذکورہ سے ثبوت خلافت

اس مین کچھ شک نہین کہ اس آیت سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا خلیفۂ برحق ہونا اس طرح یقینی وقطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص عربی زبان سے واقف ہو اور اسلامی تاریخ کے ضروری اور مسلم الکل مشہور واقعات کو جانتا ہو وہ اس آیت کو پڑھکر صاف کہدے گا کہ دو ہی راستے ہین یا تو ان تینون بزرگون کی خلافت کو اس آیت کی موعودہ خلافت تسلیم کیا جائے اور یا اس آیت کے وعدے اور پیشین گوئی کو معاذ اللہ غلط قرار دیا جائے۔ کوئی تیسرا راستہ نکل ہی نہین سکتا۔

تقریر استدلال کی یہ ہے کہ اس آیت مین حق تعالیٰ نے اُن مومنین صالحین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے اور نزول آیت کے پہلے سے ایمان وعمل صالح کے ساتھ موصوف ہو چکے تھے تین نعمتون کے دینے کا وعدہ فرمایا ہے زمین کی بڑی بادشاہت اور اُن کے دین کی تمکنت وقوت اور تبدیل خوف۔ ظاہر ہے کہ بادشاہت ایسی چیز نہین ہے جو کسی جماعت کے ہر ہر فرد کو حاصل ہوسکے۔ اور جب کوئی ایسی چیز کسی جماعت کی طرف منسوب ہوتی ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ

[1] یہ ترجمہ غلط ہے مگر کچھ نقصان اصل استدلال کو نہین ۱۲ [2] سب لوگون کے لفظ ناحق بڑھائے گئے اسکا کون قائل ہے کہ وعدہ صرف حضرات خلفائے ثلاثہ سے ہے ۱۲

اس جماعت کے کسی واحد یا متعدد اشخاص کو وہ نعمت حاصل ہوگی یا نہ لہذا آیت کریمہ کے وعدہ کا مطلب یہ ہوا کہ ان مومنین صالحین کی جماعت مین کسی شخص خاص کو یا چند اشخاص کو یہ نعمتین دی جائین گی۔

پس اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ جماعت موعود لہم مین سے کسی کو ان تینون نعمتون کا مجموعہ ملا یا نہین نہ ملنا تو محال کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہین ہو سکتا۔ اور ملنے کی صورت مین یہ دیکھنا ہوگا کہ اس جماعت کے ایک شخص کو یہ نعمتین ملین یا متعدد اشخاص کو اگر ایک شخص کو ملی ہون تو صرف اسکو اور متعدد اشخاص کو ملی ہون تو ان سب کو آیت کا مصداق ماننا پڑے گا اور ان کی خلافت کو آیت کی موعودہ خلافت ماننا ضروری ہوگا۔

چنانچہ تتبع سے معلوم ہوا کہ جماعت موعود لہم مین سے صرف تین بزرگون کو ان تینون نعمتون کا مجموعہ حاصل ہوا حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان ذوالنورین اور ان کے سوا کسی کو نہ ملا۔ لہذا قطعاً و یقیناً معلوم ہوگیا کہ یہ تینون بزرگوار خلیفہ برحق اور خلیفہ موعود تھے اور آیت استخلاف کا وعدہ انھین کی خلافت سے پورا ہوا۔

علمائے شیعہ مین سے بھی جن لوگون مین کچھ انصاف تھا انھون نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ آیت استخلاف کا وعدہ حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین پورا ہوا چنانچہ علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر خلاصۃ المنہج مین آیۂ استخلاف کے تحت مین لکھتے ہین ”در اندک زمانے حق تعالیٰ بوعدۂ مومنان وفا نمودہ جزائر عرب و دیار کسریٰ بدیشان ارزانی فرمود“

استدلال کی تقریر تمام ہوگئی۔ اس تقریر کی بنیاد صرف دو باتون پر ہے۔ **اول** یہ کہ آیت مین وعدہ صرف اُن مومنین صالحین سے ہے جو بوقت نزول آیت ایمان و عمل صالح سے متصف ہوکر موجود تھے۔ **دوم** یہ کہ اس جماعت موعود لہم مین سے صرف حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو موعودہ تینون نعمتین ملین اور کسی کو نہین ملین۔ بس یہی دو باتین استدلال کی جان ہین۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون باتون کی کچھ توضیح کردی جائے۔

امر اول - یعنی آیت مین وعدہ کس سے ہے اسکے لئے آیت کے کلمات کا مطالعہ کافی ہے کسی دلیل خارجی کی ہرگز ضرورت نہین۔

آیۂ کریمہ مین آمنوا اور عملوا ماضی کے صیغے ہین اور ان کے بعد منکم ضمیر حاضر ہے لہذا صاف معلوم ہوگیا کہ حاضرین مین سے جو لوگ زمانہ ماضی مین ایمان و عمل صالح سے موصوف ہو چکے تھے اس آیت مین، وعدہ انھین سے ہے۔ اور اگر منکم مین من بیانیہ لیا جاے تبعیضیہ نہ لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ نے ان لوگون سے وعدہ کیا ہے جو زمانہ ماضی مین ایمان و عمل صالح سے موصوف ہو چکے تھے یعنی اے حاضرین تم سے وعدہ کیا ہے بہر صورت ضمیر منکم حاضر کی ضمیر ہے اور حاضر کی ضمیرون اور صیغون کا حاضرین کے لیئے مخصوص ہونا ازروے لغت ناقابل انکار چیز ہے اور اصول فقہ مین بھی طے ہو چکا ہے کہ حاضر کا صیغہ حاضر کے لیئے مخصوص ہوتا ہے اور آیات احکام مین جو حاضرین کے ساتھ غائبین بھی شریک کر لیئے جاتے ہین وہ بوجہ دلیل خارجی کے نہ بوجہ دلالت لفظ کے چنانچہ شیعون کی معتبر کتاب معالم الاصول مین ہے وما وضع لخطاب المشافهة نحو یا ایها الناس و یا ایها الذین آمنوا لا یعم بصیغته من تاخر عنه من الخطاب وانما یثبت حکمه لهم بدلیل آخر۔[۱]

اور اگر حاضرین وقت نزول سے اس آیت کے وعدہ کو مخصوص نہ رکھا جائے تو چند خرابیان لازم آتی ہین۔

(۱) لفظ منکم بالکل بیکار ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ بغیر اس لفظ کے قیامت تک کے مسلمان الذین امنوا وعملوا الصالحات سے مراد ہو سکتے تھے بلکہ سچ پوچھو تو وضع لغوی بالکل لغو ہوئی جاتی ہے

(۲) آیت کا مفہوم مشاہدہ کے خلاف ہوا جاتا ہے اسلیئے کہ جب وعدہ عام ہوا تو ہر زمانہ کے مومنین صالحین کو یہ تینون نعمتین حاصل ہونی چاہیئین حالانکہ ایسا نہین ہے آج کل ہندوستان ہی کو دیکھو لاکھون کرورون مسلمانون مین کیا کوئی بھی مومن صالح نہین ہے۔ ہین اور ضرور ہین مگر یہ تینون موعودہ نعمتین یہان کے مسلمانون کو نصیب نہین۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ اس آیت مین وعدہ صرف غائبین سے ہے حاضرین کا ایک فرد بھی مراد نہین تو اُس سے بڑھکر بے انصاف کون ہوگا۔ حاضر کا صیغہ بول کر حاضرین کا کوئی فرد مراد نہو

[۱] معالم الاصول کی یہ عبارت روئداد مباحثہ نگینہ کے صفحہ ۱۱ پر موجود ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے کچھ جواب نہین دیا۔

بلکہ صرف غائب مراد ہون اسکی کوئی نظیر دنیا کی کسی زبان مین نہ ملے گی علاوہ اسکے وہ خرابیان جو اوپر مذکور ہوئین اس صورت مین بھی لازم آتی ہین علاوہ ان کے اس صورت مین آیت کا مضمون معاذاللہ فریب اور تلبیس ہوا جاتا ہے اس لیئے کہ حاضر اور مخاطب کے الفاظ سے اس وقت کے لوگون نے سمجھا ہوگا کہ یہ وعدہ ہمسے ہی اور یہ نعمتین ہم کو ملین گی حالانکہ مقصود متکلم کا زمانہ بعد کے لوگ تھے اسی کو فریب اور تلبیس کہتے ہین۔

پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آیت کا وعدہ مومنین صالحین کی صرف اُس جماعت سے ہے جو بوقت نزول آیت موجود تھی تو یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ وعدہ کے سچے ہونے کی صورت فقط یہی ہے کہ اُسی جماعت کے کسی شخص یا اشخاص کو یہ نعمتین ملین۔ حضرت معاویہ کو یا امام مہدی کو یا زمانہ مابعد کے کسی شخص کو یہ تینون نعمتین بلکہ ان سے ہزارون درجہ بڑھکر مل جائین تو نہ اس سے آیت کا وعدہ صادق ہوسکتا ہے اور نہ یہ لوگ آیت کے مصداق ہوسکتے ہین کیونکہ یہ لوگ آیت کے موعودلہم سے خارج ہین۔

امر دوم یعنی جماعت موعودلہم مین سے صرف حضرات خلفائے ثلثہ کو یہ تینون نعمتین ملین کسی اور کو نہین ملین۔

اس کے لیئے تاریخ کے مسلم الکل واقعات کا مطالعہ کافی ہے۔ سب جانتے ہین کہ جماعت موعودلہم مین سے صرف چار بزرگون کا نام خلافت مین آیا اس جماعت کا کوئی پانچوان شخص خلیفہ نہین ہوا تو ان چارون مین حضرات خلفائے ثلثہ کے متعلق دونون فریق متفق ہین کہ ان کو بڑی بادشاہت یعنی ملک عظیم بھی حاصل تھا اور اُن کو تبدیل خوف بھی ملا تھا اور جو دین اُن کا تھا اُسکو تمکین بھی تھی شیعہ ان تینون کے حصول مین کلام نہین کرتے نہ کرسکتے ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ معاذاللہ وہ مومن صالح نہ تھے لہذا آیت کے موعودلہم سے خارج ہین جواب اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مومن صالح نہ ہونے کے باعث سے مصداق آیت نہ مانے جائین تو معاذاللہ آیت کا وعدہ غلط ہوجائیگا کیونکہ اس وقت کے کلمہ گویان اسلام مین سے کسی اور کو یہ موعودہ نعمتین حاصل ہی نہیں ہوئین

حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے متعلق سنی شیعہ دونون متفق ہین کہ ان کو آیت کی موعودہ تینون نعمتین حاصل نہ تھین بلکہ شیعہ تو یہان تک کہتے ہین کہ آپ کی خلافت بھی برائے

نام تھی اپنے زمانۂ خلافت میں بھی آپ اپنے اصلی مذہب کو مارے خوف کے ظاہر نہ کر سکتے تھے اور امر بمعروف و نہی منکر کا فریضہ ادا کرنے پر بالکل قادر نہ تھے[1]۔ یہ ہے خلاصہ استدلال کا اگر کسی کو مفصل دیکھنے کا شوق ہو تو وہ تفسیر آیۂ استخلاف کو مطالعہ کرے۔ تفسیر مذکور میں آیت کا استدلال بیان کرنے کے بعد حسب ذیل کتب کے حوالے اور ان کی عبارتیں بھی نقل کی گئی ہیں۔ کتب شیعہ میں احقاق الحق۔ شوستری۔ احتجاج طبرسی۔ نہج البلاغۃ۔ شرح نہج البلاغہ۔ ابن میثم بحرانی بتفسیر صافی۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی۔ حیات القلوب۔ اور اہل سنت کی کتابوں میں سے بخاری مسلم اور ابوداؤد وغیرہ کتب احادیث کے علاوہ تفسیر طبری۔ ابن کثیر۔ معالم التنزیل۔ تفسیر کبیر۔ مدارک۔ بیضاوی۔ نیشاپوری۔ خازن۔ ابوسعود۔ روح المعانی۔ جلالین۔ سراج المنیر۔ فتح البیان۔ کشاف۔ غایۃ البرہان۔

باب دوم۔ ڈاکٹر صاحب کا عجیب وغریب دعویٰ

ڈاکٹر صاحب نے اگر مباحثہ منٹگمری کو بھی پڑھا ہے اور تفسیر آیۂ استخلاف کو سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے تو یقیناً اُن کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ آیت استخلاف سے تینوں خلافتوں کا برحق ہونا اس وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ انصاف اور قواعد زبان عرب کو جب تک پس پشت نہ ڈال دیا جائے جواب ناممکن ہے۔ لیکن جواب لکھنا اس قدر ضروری فرض تھا کہ ڈاکٹر صاحب اُسکے لئے ہر ناکردنی امر کرنیکے لئے تیار ہیں فرماتے ہیں۔

"یہ وعدہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام اور مومنین سے ہے اور یہ وعدہ عین حیات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پورا ہو گیا"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر اس وعدہ کا پورا

---

[1] چنانچہ علمائے اہل سنت میں سے صاحب تحفہ تحفہ میں فرماتے ہیں کہ مجموع این امور در کار سوائے خلفائے ثلثہ یافتہ نہ شد اور امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ولم یحصل ذلک فی ایام علی رضی اللہ عنہ اور علمائے شیعہ میں سے قاضی نور اللہ شوستری کی عبارت اور فروع کافی کی اور روایت وغیرہ بہت صراحت سے اس مضمون کو بیان کر رہی ہیں۔ دیکھو تفسیر آیت استخلاف وروئداد مباحثہ منٹگمری ۱۲

ہونا نہ مانا جائے تو اس میں بڑی توہین آنحضرت کی ہے۔ پھر حضور سید المرسلین نہیں ہو سکتے۔ حضور انور فداہ ابی وامی کو تمام جہانؑ کی بادشاہت ملی۔ انتہی ملخصًا۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں "جو لوگ آیۂ استخلاف کو جناب سرور عالم صلعم کے زمانۂ نبوت سے مخصوص نہیں کرتے اور اسکو اصحاب ثلاثہ کی خلافت سے چسپاں کرتے ہیں اُن کا ایمان بالقرآن نہیں وہ درپردہ دشمن اسلام ہیں حضور صلعم کے سخت دشمن بے ادب گستاخ ہیں۔ وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلعم نبی آخر الزمان بشیر و نذیر سراج منیر سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ہو کر اپنے توحیدی مشن میں کامیاب نہوئے وہ غلبۂ دین و تمکین اور امن کی حسرت لیکر واصل بحق ہوئے۔ انتہی بلفظہ۔

جواب

افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔ باجی حضرت آپ کے ائمہ معصومین کا تو اس بات پر اجماع ہے کہ یہ وعدہ عہد رسول میں پورا نہیں ہوا بلکہ قریب قیامت امام مہدی کے زمانہ میں پورا ہو گا۔ آپ کے سلطان العلما مولوی سید محمد مجتہد اعظم بوارق میں فرماتے ہیں۔

بلکہ اجماع اہل بیت منعقد شدہ بر اینکہ مراد از آیہ اہل بیت و شیعیان آنحضرت اند در زمان رجعت و ظہور حضرت صاحب العصر مہدی العیاشی باسنادہ عن علی بن الحسین علیہ السلام انہ قرأ الایۃ وقال ھم واللہ شیعتنا اھل البیت یفعل اللہ ذلک بھم علی یدی رجل منا وھو مھدی ھذہ الامۃ۔

جاننا چاہیئے کہ اہل بیت کا اجماع اس بات پر ہو گیا ہے کہ آیۂ (استخلاف) سے مراد اہل بیت اور اُن کے شیعہ ہیں زمانہ رجعت میں جبکہ صاحب العصر کا ظہور ہو گا۔ عیاشی نے اپنی سند سے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھوں نے اس آیت کو پڑھا اور۔ کہا اللہ کی قسم یہ لوگ ہم اہل بیت کے شیعہ ہیں اللہ اُن کے ساتھ یہ وعدہ پورا کرے گا۔ ہم میں سے ایک شخص کے ہاتھوں پر جو مہدی اس اُمت کا ہو گا۔

لہ تمام جہان کی بادشاہت کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مل جانا ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس کا جاننے والا ڈاکٹر صاحب کے سوا کوئی نہیں۔ کس قدر اصلیت کے خلاف باتیں کرنا اور پھر اس دلیری سے ان کو ہمارے سامنے پیش کرنا بلا شبہ قابل تعریف ہے۔ شاباش شاباش۔

اور آپ کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری احقاق الحق مین اس آیۂ استخلاف کے متعلق لکھتے ہین -

وبالجملة ان تمکین الدین علی الوجہ الذی دل علیہ منطوق الایۃ وسیاقہا لم یحصل فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ولا فی عہد احد من الصحابۃ الی یومنا ہذا -

اور خلاصہ یہ کہ تمکین دین اس طریقہ پر کہ آیت کا منطوق اور اُس کا سیاق دلالت کر رہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین حاصل نہین ہوئی اور نہ کسی صحابی کے عہد مین حاصل ہوئی اور نہ اب تک حاصل ہوئی -

پھر آگے چل کر لکھتے ہین -

فتعین ان المراد انجاز ذلک الوعد عند ظہور المہدی الموعود الذی سیظہر باذن اللہ تعالی فی اخر الزمان من اولاد علی -

پس یہ بات متعین ہو گئی کہ مراد اس وعدہ کا پورا کرنا ہے بوقت ظہور مہدی موعود کے جو اللہ تعالی کے حکم سے آخر زمانے مین اولاد علی سے ظاہر ہون گے -

پس اب ڈاکٹر صاحب اپنے ان مجتہدین کرام بلکہ اہل بیت عظام کو جن کا اجماع مجتہد صاحب نے نقل کیا ہے دل کھول کر ایمان بالقرآن سے بے نصیب اور دشمن اسلام اور حضور صلعم کے سخت دشمن گستاخ بے ادب اور جو جو کلمات چاہین ارشاد فرمائین -

ڈاکٹر صاحب کی بے خبری تو عجب تماشہ کی ہے کہ انھون نے رسالہ تفسیر آیۂ استخلاف کو بھی نہ دیکھا اور بے دیکھے جواب لکھ ڈالا ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ اُن کے مفسرین بھی بڑے گستاخ بے ادب اور رسول کے سخت دشمن ہین وہ بھی آیۂ استخلاف کے وعدہ کا عہد نبوت کے بعد پورا ہونا بیان کرتے ہین اور اُن کے ابو الائمہ نے تو غضب ہی کر دیا کہ اس آیت کو کئی بار خلیفۂ دوم کی خلافت سے چسپان کیا۔ اس پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے۔ سُنئے علامہ فتح اللہ کاشانی تفسیر خلاصۃ المنہج مین لکھتے ہین -

در اندک زمانے حق تعالی بوعدۂ مومنان وفا نمودہ جزائر عرب و دیار کسری و بلاد روم

اور تھوڑے ہی زمانے مین حق تعالی نے جو وعدہ ایمان والون سے کیا تھا اسکو پورا کیا اور جزائر عرب و دیار کسری

بدیشان ارزانی فرمود۔

اور بلاد روم ان کو عنایت کیجئے۔

ظاہر ہے کہ دیار کسری اور بلاد روم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہیں بلکہ خلفائے ثلاثہ کے عہد مین مفتوح ہوئے۔

علامہ محسن کاشی تفسیر صافی مین لکھتے ہین۔

لیستخلفنهم فی الارض ای یجعلنهم خلفاء بعد نبیهم۔

لیستخلفنہم فی الارض کا مطلب یہ ہے کہ خدا ان کو بعد نبی کے خلیفہ بنائے گا۔

پھر یہی مفسر اسی صفحہ مین ائمہ اہل بیت سے روایت کرتا ہے کہ

وعن الباقر ولقد قال اللہ فی کتابه لولاة الامر من بعد محمد خاصة وعد اللہ الذین امنوا منکم الی قوله فاولئک هم الفاسقون۔

اور امام باقر سے روایت ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب مین اُن والیان حکومت کے لیئے جو بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونگے خاص کر فرمایا کہ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگون سے جو تم مین سے ایمان لائے فاولئکہم الفاسقون تک۔

لیجئے کس صفائی کے ساتھ عہد نبوت کو خارج کرکے یہ آیت خلفائے پیغمبر پر چسپان کی گئی علامہ طبرسی تفسیر مجمع البیان مین لکھتے ہین۔

لیستخلفنهم فی الارض والمعنی لیورثنهم ارض الکفار من العرب والعجم۔

لیستخلفنہم فی الارض کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کو کفار کے ملکون کا عرب اور عجم سے مالک بنائے گا۔

ظاہر ہے کہ ملک عجم عہد نبوت کے بعد خلفائے ثلاثہ کے عہد مین مفتوح ہوا۔

نہج البلاغہ مین ہے کہ حضرت عمر نے جہاد فارس کے موقع پر خود اپنے جانے کے متعلق حضرت علی سے مشورہ لیا تو انھون نے فرمایا۔

ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین اللہ الذی اظهره وجنده الذی اعده وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع

یہ تحقیق اس دین کی فتح و شکست کثرت و قلت فوج کی وجہ سے نہیں ہے وہ اللہ کا دین ہے جسکو اُس نے ظاہر کیا اور اللہ کی فوج ہے جسکو اُس نے مہیا کیا اور مدد دی یہانتک کہ پہونچا جہانتک پہونچا اور طلوع ہوا جہان تک طلوع ہوا

حیث طلع ونحن علی موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده	اور ہم لوگ اللہ کے وعدے پر ہین اور اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور اپنے لشکر کا مددگار ہے۔

علامہ ابن میثم بحرانی اس قول کی شرح مین لکھتے ہین۔

وعدنا بموعود هو النصر والغلبة والاستخلاف فی الارض کما قال وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض	اللہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے مدد اور غلبہ کا اور زمین مین خلیفہ بنانے کا جیسا کہ فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض۔

حضرت علی مرتضی نے ایک دوسرے موقع پر جب جہاد روم کے لیے حضرت عمر نے شورہ لیا تو ارشاد فرمایا۔

قد توکل الله لاهل هذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة۔ نہج البلاغہ۔	بتحقیق اللہ ذمہ دار ہو گیا ہے اس دین والون کی جماعت کو عزت دینے اور اُن کی کمزوری کو چھپانے کا

اس کلام کی شرح مین شارحین نہج البلاغہ کا اتفاق ہے کہ جناب امیر نے اللہ کی ذمہ داری کا مضمون آیت استخلاف ہی سے لیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن میثم لکھتے ہین۔

وهذا الحکم ماخوذ من قوله تعالی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت	یہ مضمون اللہ تعالی کے قول وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت سے جناب امیر نے لیا ہے۔

کیون جناب ڈاکٹر صاحب کیا آپ کے نزدیک بھی آپ کے یہ مفسرین اور جناب ابو الائمہ دشمن اسلام دشمن رسول اور سخت گستاخ تھے۔

ڈاکٹر صاحب آپ نے دیکھا یہ نتیجہ ہے حضرات خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو اس آیت کی موعودہ خلافت نہ ماننے کا کہ یا تو آیت کی تکذیب کرنا پڑتی ہے جیسا کہ آپ کے مناظر مولوی احمد علی اور آپ کے مجتہدین سابقین نے کی اور یا آپ کی طرح بدیہیات کے خلاف یہ کہنا پڑتا ہے کہ تمام جہان کی بادشاہت رسول کو مل گئی تھی اور اپنے علما و مجتہدین اور ائمہ معصومین کو دشمن اسلام دشمن پیغمبر سخت گستاخ و بے ادب ماننا پڑتا ہے۔

باقی رہا ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا اگر آیت استخلاف کے وعدہ کا عہد رسول مین پورا ہونا نہ مانا جائے تو اس مین رسول کی توہین ہے۔ سمجھ مین نہین آتا کہ اس مین توہین کیا ہے حقیقت مین

جو فتوحات خلفائے راشدین کو حاصل ہوئین اور جو ترقی دین کی ان کے عہد مین ہوئی وہ سب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا طفیل ہے ۵

شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار | کہ اگر خار و گر گل ہمہ آوردہ تست

حسرت لیکر دنیا سے جانا جن کی قسمت مین تھا ان کو دنیا جانتی ہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حسرت لیکر کیون جاتے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار لائق شاگرد اپنے چھوڑ کر گئے جن کے کمالات وصفات کی نظیر چشم فلک نے نہین دیکھی جنھون نے اپنے استاد برحق کی تعلیم کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا ایسی کامیابی تو جماعت انبیا مین کسی کو نہین ہوئی۔

ہان آپ کے رسول بے شک حسرت دارمان لیکر چل بسے جو مارے خوف کے علانیہ تبلیغ قرآن بھی نہ کر سکے اور نہ معلوم کتنی آیتین قرآن کی انھون نے چھپا ڈالین[۱] ساری عمر اس تمنا مین رہے کہ میری اولاد کے لیئے دنیا دی عیش وعشرت کا سامان ہو جائے بڑی بڑی کوششین کین کبھی یہ اعلان دیا کہ میرے اولاد کی محبت میری رسالت کی اُجرت ہے کبھی اپنے داماد کی خلافت کا اعلان دیا غرضکہ عمر بھر اسی سعی مین رہے مگر ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اپنے مشن مین بھی ایسے ناکام رہے کہ ساری عمر کی محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب دنیا سے جانے لگے تو صرف چار مسلمان چھوڑ گئے وہ بھی ناقص[۲] لاحول ولا قوۃ الا باللہ آیت استخلاف کے وعدہ کا عہد رسول مین پورا ہونا اگر اس وجہ سے ضروری سمجھا جائے کہ جتنی پیشین گوئیان قرآن وحدیث مین ہین اُن سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پورا ہونا چاہیئے ورنہ صداقت کے خلاف ہوگا اور یہ توہین ہے **تو جواب** یہ ہے کہ قرآن شریف مین صاف تصریح اس امر کی ہے کہ بعض پیشین گوئیان آپ کے بعد پوری کیجائین گی یہ آیت قرآن مجید مین متعدد جگہ ہے واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک یعنی اے نبی ہم بعضے

---

[۱] جیسا کہ مولوی دلدار علی مجتہد اعظم نے عماد الاسلام مین اسکی تصریح کی ہے ان کی عبارت بلفظہ للاول من المائتین مین دیکھو ۱۲ [۲] حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۶۳۳ مین ہے ،، کشی بسند حسن از حضرت امام باقر روایت کردہ است کہ صحابہ بعد از حضرت رسول مرتد شدند مگر سہ نفر سلمان و ابوذر و مقداد راوی گفت عمار چہ شد فرمود کہ اندک میلے کردہ و برزودی برگشت پس فرمود کہ اگر کسے را خواہی کہ ہیچ شک نکردہ و را شبہہ عارض نہ شدہ مقداد است ۱۲

وعدے آپ کو دکھا دینگے اور بعض کے پورے ہونے سے پہلے آپ کو وفات دیدینگے۔

اسی ایک آیت استخلاف پر کیا موقوف ہے بہت سی پیشین گوئیاں ایسی ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پوری ہوئین ازانجملہ غزوۂ خندق مین فتح ایران وروم کی پیشین گوئی ہے جو کتب شیعہ مین بھی موجود ہے[1]۔

اس سلسلہ مین ایک بات قابل بیان یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیون لکھی ہے چنانچہ چند تعریفی کلمات تو ان کی عبارت منقولۂ بالا مین موجود ہین اور اس کے بعد فرماتے ہین کہ "کوئی بشر ان کے مرتبہ کو نہ پہونچ سکا اللہ کی وحدانیت اور معرفت الوہیت کی شفاعت اور تزکیہ نفس ہم کو اسی کامل خیر البشر سے

سلہ چنانچہ روضۂ کافی صفحہ ۲۰۲ مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ پیشین گوئی منقول ہے جس کے آخر مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ لقد فتحت علی فی ضربتی ھذہ کنوز کسری وقیصر اس روایت کو علامہ باذل حملۂ حیدری مین اس طرح نظم کرتے ہین ؎

بدان فاقہ وضعف سالار دین
ستد تیشہ از دست انصار دین
چو بر داشت فولاد خارا شکاف
درآمد بزنہار ازان کوہ قاف
بنام خدائے جہان آفرین
بزد تیشہ را سید المرسلین
بیک گوشہ سنگ از ہم شکست
دران وقت برقے ازان سنگ جست
کز روشن شد آن دشت وصحرا تمام
برآورد تکبیر خیر الانام
بضرب دوم ضلع دیگر شکست
بدان گونہ برقے اند باز جست
بفرمود تکبیر بار دوم
بزد پس بران سنگ ضرب سوم
دران بار ہم جست برقے چنان
نبی شد بتکبیر رطب اللسان
شد این بار آن سنگ زیر وزبر
نماند احتیاجش بضرب دگر
دران دم بدو گفت سلمان چنین
کہ اے خاک راہت سپہر برین
ندیدم ہرگز کہ گردد پدید
بدینگونہ برقے ز سنگ وحدید
چہ بد این وباشد چہ تعبیر آن
بتکبیر چون برکشودی زبان
بپاسخ چنین گفت خیر البشر
کہ چون جست برق نخست از حجر
نمودہ ندا ایوان کسرے بمن
مدم قیصر روم وسوم از یمن
سبب را چنین گفت روح الامین
کہ بعد از من اعوان وانصار دین
بران مملکتہا مسلط شوند
بائین من اہل آن بگروند
بدین مژدۂ وشکر لطف خدا
بہر بار تکبیر کردم ادا
شنیدند آن مژدہ چون مومنان
کشیدند تکبیر شادی کنان

نصیب ہوئی۔ اُسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے متعدد آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نقل کرکے ایک صفحہ سے زائد اس میں صرف کردیا ہے آخر یہ بات کیا ہے اور اس مقام پر اس کی کیا ضرورت ہے۔

بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مذہب کی پیشانی سے وہ کلنک کا ٹیکہ مٹانا چاہتے ہیں جو کسی طرح مٹ نہیں سکتا یعنی یہ کہ مذہب شیعہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور آپ کی شان بے مثلی کو مٹانے کے لیئے مسألہ امامت کو تصنیف کیا ہے۔ اور آپ کے بعد ایک دو نہیں بارہ بارہ ہستیاں ہر بات میں آپ کے مثل قرار دی ہیں۔

مگر ڈاکٹر صاحب یاد رکھیں کہ اس زبانی جمع خرچ سے یہ الزام دفع نہیں ہو سکتا یہ داغ چھوڑانا ہے تو اُن معتقدات کا جواب دینا چاہیئے جو مسألہ امامت کے سلسلہ میں ایجاد کیئے گئے ہیں

باب سوم۔ دعوی مذکور کے متعلق تفسیروں کے حوالے اور انکی تحقیق

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس عجیب غریب دعوے کے ثبوت میں کہ آیت استخلاف کا وعدہ عہد نبوی میں پورا ہو گیا کتب تفاسیر کا بھی حوالہ دیا ہے۔ مگر ہوشیاری یہ کی ہے کہ بعض تفسیروں کا صرف نام لکھدیا ہے عبارت نہیں نقل کی اور بعض کی اصل عبارت نہیں صرف ترجمہ پر قناعت کی ہے اور ترجمہ بھی صرف اُس جز کا کیا ہے جس کو اپنے موافق سمجھا حالانکہ وہ بھی ان کے موافق نہیں ! ور دو ایک تفسیروں کی عبارت بھی نقل کی ہے اور اُس میں بھی یہی کارروائی کی ہے۔

حالانکہ حق تو یہ تھا کہ اگر کسی تفسیر میں ایسا ہوتا بھی تو وہ واجب الرد تھا اس لیئے کہ منطوق قرآنی کے خلاف کسی کا لکھنا ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔

آیت قرآنی میں جس استخلاف کا وعدہ ہے وہ ملک عرب جیسے جزیرہ کی بادشاہت سے پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا نے اُس استخلاف کو بنی اسرائیل کی بادشاہت سے تشبیہ دی ہے اور بنی اسرائیل کی متعلق قرآن مجید میں ہے واتیناھم ملکا عظیما جزیرہ عرب کی حکومت جہاں نہ کوئی غیر معمولی تجارت تھی نہ زراعت نہ اور کسی قسم کی مالی منفعت اور شروت ملک صغیر بھی نہیں کہی جاسکتی چہ جائیکہ ملک عظیم۔

علی ہذا تبدیل خوف اور تمکین دین جسکا وعدہ آیت مین ہے وہ بھی معمولی چیز نہین ہے بلکہ ملک عظیم کے مناسب اُس کا بھی درجہ ہونا چاہیئے۔ حقیقت مین یہ دونون چیزین اسی استخلاف کے نتائج و لوازم سے ہین لہذا استخلاف جس درجہ کا ہے اسی درجہ کی یہ دونون چیزین بھی ہونگی۔

ایک اور آیت مین تمکین دین اور تبدیل خوف کو بایں عنوان بیان فرمایا لیظہرہ علی الدین کلہ[1] یعنی خدا نے اپنے رسول کو اسلیئے بھیجا ہے کہ دین برحق کو کل دینون پر غالب کردے۔ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ تبدیل خوف اور تمکین دین اس درجہ کی ہونی چاہیئے کہ روئے زمین پر جس قدر مذاہب ہین وہ سب دین اسلام کے سامنے مغلوب ہوجائین۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین نہ یہ ملک عظیم حاصل ہوا نہ روئے زمین کے موجودہ تمام مذاہب پر دین اسلام کو غلبہ ہوا مجوسیون کا دین ایران مین تھا اور ایک بڑی زبردست سلطنت اُسکے قبضہ مین تھی اور مسیحیون کا دین روم مین تھا وہ بھی ایک بڑی پرقوت بادشاہت کا مالک تھا۔ یہ دونون سلطنتین جب خلفائے راشدین کے عہد مین مفتوح ہوئین اُسوقت یہ دونون دین مغلوب ہوگئے اور موعودہ استخلاف اور موعودہ تمکین کے حصول مین کوئی شک نہ رہا ہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانہ مین کچھ آثار ان وعدون کے پورے ہونے کے پیدا ہو چلے تھے جسکو آیات قرآنیہ مین جا بجا بیان فرمایا ہے از انجملہ ایک موقع پر ارشاد ہے کہ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ ہم زمین کفر کو چارون طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہین یعنی کافرون کے مقبوضات کم ہورہے ہین اور مسلمانون کے مقبوضات بڑھ رہے ہین اس سے یہ نتیجہ یہ لوگ کیون نہین نکالتے کہ ہمارے وعدون کے پورے ہونے کے دن قریب آرہے ہین۔

غرضکہ منطوق آیت صاف بتا رہا ہے کہ آیۂ استخلاف کے وعدے عہد رسول مین پورے

---

[1] اس آیت کی تفسیر مین ایک مستقل رسالہ دفتر انجم سے شائع ہوچکا ہے یہ آیت بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ اُس وقت کے تمام موجودہ مذاہب پر دین اسلام غالب ہوجائے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد فتح ایران وروم کے بعد حاصل ہوا اور ایران وروم حضرت خلفائے ثلاثہ کے زمانہ مین فتح ہوئے معلوم ہوا کہ ان کی خلافت مقصد بعثت کے حصول کا آلہ تھی اسی کو خلافت راشدہ کہتے ہین ۱۲

نہیں ہوئے پھر اسکے خلاف کوئی مفسر لکھتا تو کیسے قابل قبول ہوتا۔ مگر یہان تو محض افترا ہی افترا ہے ایک مفسر نے بھی اسکے خلاف نہیں لکھا ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر طبری اس تفسیر کا نام تو ڈاکٹر صاحب نے لکھدیا مگر نہ اصل عبارت نقل کی نہ ترجمہ۔ حالانکہ تفسیر مذکور میں صاف یہ عبارت ہے۔

لیستخلفنھم فی الارض لیورثنھم اللہ ارض المشرکین من العرب والعجم فیجعلھم ملوکھا وساستھا

لیستخلفنہم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ان کو مشرکین کے ملک یعنی عرب و عجم کا مالک بنائے گا ان کو ان ملکوں کا بادشاہ اور نگہبان مقرر کرے گا۔

آپ بتائیے کہ عجم کی لفظ جو اس عبارت میں ہے وہ عہد رسول پر کیسے صادق آسکتی ہے آپ کے سامنے ملک عجم کہان مفتوح ہوا تفسیر فتح البیان اس تفسیر کا ڈاکٹر صاحب نے ایک ناتمام جملہ نقل کر کے چھوڑ دیا حالانکہ اس تفسیر کی عبارت یہ ہے۔

وانجز اللہ وعدہ واظھرھم علی جزیرۃ العرب وافتتحوا بعد بلاد المشرق والمغرب ومزقوا ملک الاکاسرۃ وملکوا خزائنھم واستولوا علی الدنیا وفی الایۃ اوضح دلیل علی صحۃ خلافۃ ابی بکر الصدیق والخلفاء الراشدین بعدہ لان المستخلفین الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ھم ھم وفی ایامھم کانت الفتوحات العظیمۃ وفتحت کنوز کسریٰ وغیرہ من الملوک وحصل الامن والتمکین وظھور الدین۔

اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرۂ عرب پر غالب کردیا اور بعد میں انھوں نے شرق و غرب کے شہر فتح کئے اور شاہان ایران کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوگئے اور دنیا پر غالب آگئے اور اس آیت میں نہایت واضح دلیل ہے حضرت ابوبکر صدیق اور خلفائے راشدین کی خلافت کے حق ہونے پر کیونکہ جن مومنین صالحین کو خلافت ملی وہ وہی تھے انھیں کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور شاہ ایران وغیرہ کے خزانے فتح ہوئے اور امن اور تمکین اور ظہور دین حاصل ہوا۔

اس عبارت اور ایسی صراحت کے ہوتے ہوئے بھی ڈاکٹر صاحب نے فتح البیان کا حوالہ دینے میں تامل نہ کیا۔ واقعی یہ جرأت شیعہ صاحبان کے مخصوصات سے ہے۔

جو ناتمام عبارت اس تفسیر کی ڈاکٹر صاحب نے نقل کی ہے اس کا صرف اس قدر

مقصد ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس آیت کے وعدون کا آغاز ہو چلا تھا نہ یہ کہ وعدے تکمیل کو پہونچ گئے تھے۔

تفسیر ابن کثیر ڈاکٹر صاحب نے اس تفسیر کی عبارت نہین نقل کی ترجمہ لکھا ہے وہ بھی اول و آخر کی عبارت چھوڑ کر۔

ڈاکٹر صاحب نے اس فقرہ سے تفسیر مذکور کی عبارت شروع کی ہے "اللہ تعالی نے اس وعدہ کو پورا کر دیا"، اور اُس سے اوپر کی حسب ذیل عبارت جو اُن کے مقصد فاسد کو فنا کر رہی تھی چھوڑ دی۔

ھذا وعد من اللہ تعالی لرسولہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ بانہ یجعل امتہ خلفاء الارض ای ائمۃ الناس والولاۃ علیھم وبھم تصلح البلاد وتخضع لھم العباد ولیبدلنھم من بعد خوفھم من الناس۔	یہ وعدہ ہے اللہ تعالی کی طرف سے اُسکے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے کہ اللہ انکی اُمت کو زمین کا خلیفہ یعنی لوگون کا امام اور ان پر حاکم بنائے گا اور اُن سے شہرون کی اصلاح ہو گی اور بندگان خدا ان کے مطیع ہون گے اور ضرور ضرور خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

پھر ڈاکٹر صاحب کی منقولہ عبارت کے بعد بلا فصل یہ عبارت ہے ثم لما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واختار لہ ما عندہ من الکرامۃ مقام بالامر بعدہ خلیفۃ ابوبکر الصدیق الی آخرہ یہ سب عبارت چھوڑ دی اس عبارت مین تینون خلفا اور اُنکے فتوحات کا ذکر ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے جو ٹکڑا تفسیر مذکور کے ترجمہ کا لکھا ہے اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ آیت استخلاف کے بعض وعدون کا آغاز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ہو چکا تھا یہ مضمون اس مین کہین نہین کہ یہ وعدے عہد نبوی مین پورے ہو گئے تھے۔

یہی حال تفسیر ترجمان القرآن کا ہے۔

تفسیر خازن اس تفسیر کی عبارت بھی ڈاکٹر صاحب نے قطع و برید کر کے نقل کی ہے مگر عجیب لطف یہ ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب کی منقولہ عبارت مین یہ فقرہ موجود ہے معنی لیستخلفنھم لیورثنھم ارض الکفار من العرب والعجم یعنی اللہ ان کو کفار کی زمین عرب و عجم کا مالک

بنائے گا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت استخلاف کا وعدہ عہد نبوی مین نہین بلکہ عہد خلفاء مین پورا ہوا مگر ڈاکٹر صاحب نے خدا جانے کیا سمجھکر اس فقرہ کو نقل کر دیا۔

پھر ڈاکٹر صاحب کی منقولہ عبارت کے بعد تفسیر خازن مین یہ عبارت ہے۔

وفی الآیۃ دلیل علی صحۃ خلافۃ ابی بکر الصدیق والخلفاء الراشدین بعدہ لان فی ایامھم کانت الفتوحات العظیمۃ وفتحت کنوز کسریٰ وغیرہ من الملوک وحصل الامن والتمکین وظھور الدین۔	اس آیت مین حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے بعد جو خلفائے راشدین ہوئے ان کی خلافت کے حق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ انھین خلفا کے زمانہ مین بڑے بڑے فتوحات ہوئے اور کسریٰ وغیرہ بادشاہون کے خزانے فتح ہوئے اور امن وتمکین وغلبہ دین حاصل ہوا۔

اب ڈاکٹر صاحب خود ہی بتائین کہ یہ کاروائیاں نقل عبارت میں جو انھون نے کی ہین کس نام سے یاد کیجائین ہم اپنی طرف سے نہ ان کو خیانت کہنا چاہتے ہین نہ دیانت ڈاکٹر صاحب جو نام تجویز فرماوین ہمکو منظور ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس آیت استخلاف کے شان نزول کو بھی اس امر کی دلیل قرار دیا ہے کہ یہ وعدے عہد نبوی مین پورے ہوگئے وہ شان نزول خود ڈاکٹر صاحب کے الفاظ مین یہ ہے "حکم ہوا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا پھر وہ آئے مدینہ مین اور ان کو حکم دیا اللہ نے لڑائی کا اور وہ وہان بھی خائف تھے اور صبح شام سلاح بند رہتے تھے پھر جب تک اللہ نے چاہا اسی حالت مین رہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ابد الدھر نحن خائفون ھکذا ما یاتی علینا یوم نامن فیہ ونضع فیہ السلاح یعنی یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح خائف رہین گے کیا ہم پر ایسا زمانہ نہ آئے گا جس مین ہم بے خوف ہون اور ہتھیار کھول دین پھر آنحضرت نے فرمایا تم صبر نہ کروگے مگر تھوڑا سا"

ڈاکٹر صاحب بتائین کہ اس شان نزول سے عہد نبوی مین پورا ہونا کیونکر ثابت ہوا ہان یہ شان نزول آپ کے مجتہدین اور ائمہ اہل بیت کے اس قول کا بے شک رد کر رہا ہے

کہ امام مہدی کے زمانہ میں یہ وعدے پورے ہوں گے۔ عہد نبوی میں پورا ہونا نہ ہونا اس شان نزول سے کیا تعلق رکھتا ہے۔ شاید ڈاکٹر صاحب کہیں کہ "تھوڑا سا صبر" عہد نبوی ہی میں پورے ہونے کو چاہتا ہے۔ تو ان کو یہ بتانا چاہیئے کہ تھوڑے سے صبر کی حد کیا ہے اور کیا عہد خلفائے راشدین تک وہ صبر باقی نہ تھی۔

ڈاکٹر صاحب: دعویٰ تو آپ نے بڑے طمطراق سے کردیا کہ آیت استخلاف کے وعدے عہد رسول میں پورے ہوگئے اور تفسیروں کے نام بھی گنادیئے کچھ عبارتیں بھی نقل کردیں لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کہیں کے بھی نہ رہے اور علم و دیانت کا پردہ فاش ہوا وہ مزید براں۔

مناسب ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تین لطیفے اور اس مقام پر زیب رقم کردیئے جائیں۔

لطیفۂ اوّل فرماتے ہیں کہ آیت استخلاف کا وعدہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ الذین امنوا کی لفظ رسول کو بھی شامل ہے کیونکہ آپ اول المؤمنین ہیں اور یہ آیت قرآنی بھی آپ نے اس موقع پر لکھدی امن الرسول بما انزل الیہ مطلب یہ کہ جب رسول بھی ایمان رکھتے ہیں تو الذین امنوا کی لفظ ان کو بھی شامل ہوگئی۔

سبحان اللہ کیا نفیس استدلال اور کیسی نفیس بات ڈاکٹر صاحب نے پیدا کی زرارہ اور ابو بصیر ہوتے تو بڑی قدر کرتے۔

ڈاکٹر صاحب پہلے تو خود اپنی تفسیریں ملاحظہ فرمائیں مثلاً تفسیر مجمع البیان طبرسی میں الذین امنوا کی تفسیر میں لکھا ہے صدقوا باللہ و رسولہ و بجمیع ما یجب قبولہ یعنی الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اللہ کی اور اسکے رسول کی اور تمام ان باتوں کی جن کا قبول کرنا ضروری ہے تصدیق کی۔ دیکھئے ڈاکٹر صاحب یہ آپ کا مفسر صاف بتا رہا ہے کہ رسول مراد نہیں ہیں بلکہ رسول کی تصدیق کرنے والے مراد ہیں۔

رسول کا ایمان دار ہونا بیشک صحیح ہے مگر الذین امنوا سے قرآن بھر میں کہیں رسول مراد نہیں بلکہ بیسیوں آیتیں ایسی ہیں کہ وہاں اگر الذین امنوا میں رسول کو داخل کیا جائے تو کفر ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب اگر ایک آیت بھی ایسی دکھادیں کہ الذین امنوا میں رسول کو داخل مانا گیا ہو تو جو انعام وہ مانگیں دیا جائے گا۔

ڈاکٹر صاحب اگر اسی طرح عقلی گدگداتا ہے کہ ناس کی لفظ قرآن مین جہان جہان ہے اُس سے رسول مراد ہین کیونکہ رسول بھی انسان تھے - اور بنی آدم کی لفظ جہان جہان ہے اُسمین بھی رسول داخل ہین کیونکہ رسول بھی آدم کی اولاد تھے -

لطیفۂ دوم آیت استخلاف مین جو لفظ منکم ہے اس مِنْ کے تبعیضیہ و بیانیہ ہونے کی بحث بھی ڈاکٹر صاحب نے اٹھائی ہے -

ڈاکٹر صاحب مِنْ کا تبعیضیہ ہونا اپنے مقصد کے خلاف سمجھکر مِن کے بیانیہ ہونے پر زور دیتے ہین آپ کے خیال شریف مین ہے کہ مِنْ تبعیضیہ ہونے کی صورت مین آیت کے وعدے بعض مومنین صالحین کے لئے مخصوص ہون گے اور حضرات خلفائے ثلاثہ آیت کے موعود لہم قرار پا جائین گے حالانکہ کسی نے بھی آیت استخلاف کا موعود لہ بعض مومنین صالحین کو نہین قرار دیا بلکہ نزول آیت کے وقت جتنے مومنین صالحین موجود تھے اُن سب کو آیت کا موعود لہم مانا گیا ہے البتہ وعدون کے پورے ہونے کی صورت یہ ہوئی ہے کہ اُس جماعت کے تین حضرات کو وہ نعمتین دی گئین اور فائدہ نعمتون کا سب کو حاصل ہوا مِنْ خواہ تبعیضیہ ہو خواہ بیانیہ ہر صورت مین حقیقت ہرسہ خلافت کا ثبوت آیت سے ہوتا ہے -

ڈاکٹر صاحب عربی زبان مین بڑا کمال رکھتے ہین وہ مِن تبعیضیہ کا مطلب یہ سمجھتے ہین جہان مِن آیا وہان بعض اشخاص مراد ہوتے ہین اسی بنا پر آپ نے متعدد آیتین قرآن مجید کی لکھ ڈالین کہ دیکھو یہان بعض اشخاص مراد نہین ہین مثلاً ایک آیت یہ لکھی ہے مَن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یعنی جو کوئی تم مین سے جان بوجھکر شکار مارے گا تو جیسے جانور کو مارا ہے ویسی ہی اسکی جزا مین دے گا - یہ لکھکر فرماتے ہین کہ وہ اگر منکم سے بعض مراد لین تو احرام کی حالت مین بعض کو شکار کرنے کی اجازت ہے -

خدا جانے ڈاکٹر صاحب نے کس قابل اُستاد سے عربی زبان پڑھی ہے کہ اب تک مِن تبعیضیہ کا مطلب آپ کو معلوم نہ ہوا حضرت! تبعیضیہ کا مطلب یہ ہے کہ اسکا ما قبل اسکے ما بعد کا بعض یعنے جز ہوتا ہے جیسا کہ آپ کی منقولہ آیت مین قاتلین صید حاضرین ہین سے بعض ہی ہون گے مگر جو قاتل صید مین ان سب کو جزا دینے کا حکم ہے نہ بعض کو -

آیت استخلاف میں مِن تبعیضیہ کا مطلب یہ ہوگا کہ حاضرین میں سے بعض لوگ جو مومن صالح ہیں ان سے خدا کا یہ وعدہ ہے اس صورت میں کُم کا خطاب اس وقت کے تمام بنی آدم سے ہوگا جن میں مومن و کافر سب ہیں اور ترجمہ یوں ہوگا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ای بنی آدم تم میں سے مومن صالح ہیں۔ اور بیانیہ ہونے کی صورت میں کُم کا خطاب صرف مومنین صالحین سے ہوگا اور ترجمہ یوں ہوگا۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے مومنین صالحین سے یعنی اے حاضرین تم سے الغرض ڈاکٹر صاحب کا یہ لطیفہ بہت بڑھیا ہے کہ آپ کو مِن تبعیضیہ کا مطلب بھی معلوم نہیں اور مباحث قرآنیہ میں دخل در معقولات کے لئے تیار ہیں۔

لطیفہ سوم ڈاکٹر صاحب منکم کی ضمیر کُم کو حاضر کے لئے مخصوص نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ اس میں حضرات اصحاب ثلاثہ کی کوئی خصوصیت نہیں اور اگر حاضر کی ضمیر دن سے عوام اُمت کو خارج کر دیا جائے تو اسلام باقی نہیں رہتا اور نہ کوئی حکم جاری ہو سکتا ہے اسلام کے احکام کی تکلیف صرف اصحاب ثلاثہ پر رہ جاتی ہے باقی مسلمان و صحابہ نماز روزہ حج زکوٰۃ خمس جہاد سے آزاد ہو جاتے ہیں ؟

پھر فرماتے ہیں کہ "شواہد قرآنی موجود ہیں جن میں صرف ضمیر کُم پر داخل ہے اور خطاب جمیع امت کے لئے ہے نہ بعض افراد کے لئے ورنہ اکثر حصہ امت کا بہت احکام شرعیہ سے معطل نظر آتا ہے" پھر فرماتے ہیں کہ جب حاضر کی ضمیر منکم حاضر کے واسطے مخصوص نہیں بلکہ اس کا حکم عام ہے اسی طرح آیۂ استخلاف میں ضمیر منکم سے حضرات اصحاب ثلثہ کی تخصیص کرنا عدم واقفیت قرآن کا نتیجہ ہے!!

یہ لطیفہ بہت سے لطائف پر مشتمل ہے سب کی تفصیل موجب تطویل ہے لہٰذا مختصر گذارش ہے

(۱) ڈاکٹر صاحب کس نے کہا ہے کہ آیۂ استخلاف میں خطاب صرف حضرات خلفائے ثلثہ سے ہے۔ برائے خدا اس قائل کا نام تو بتایئے۔ اجی حضرت نہ کسی نے خطاب کو ان کے لئے مخصوص کیا نہ وعدہ دن کو اب تک آپ نے نہ آیت استخلاف کا مطلب سمجھا نہ اہل سنت کا استدلال آپ کی فہم مبارک میں آیا۔

(۲) خود آپ کے اصول فقہ میں تصریح ہے کہ حاضر کا صیغہ حاضر کے لئے مخصوص ہوتا ہے

البتہ احکام دلیل خارجی کی وجہ سے غائبین بھی حاضرین کے ساتھ شامل کر لیئے جاتے ہیں معالم الاصول کی عبارت اوپر نقل ہو چکی اور روئداد مباحثہ منٹگمری میں بھی موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیت استخلاف میں کوئی حکم نہیں بیان کیا گیا لہٰذا آپ اسکو آیات احکام پر قیاس کر کے اپنے علم و واقفیت کا پردہ کیوں چاک کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اگر حاضر کا صیغہ حاضر کے لیئے مخصوص ہو تو لغت بالکل بیکار اور لغو ہوئی جاتی ہے عدم واقفیت نہیں بلکہ عداوت قرآن کا نتیجہ ہے کہ آپ ایسی معمولی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

ڈاکٹر صاحب نے اسی سلسلہ میں وہ آیت بھی نقل کی ہے کہ خدا نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل ہم نے تمکو فرعون کے ظلم سے نجات دی حالانکہ نزول قرآن کے وقت جو بنی اسرائیل موجود تھے ان کو نجات نہیں ملی تھی بلکہ ایک ہزار سال پیشتر کے بنی اسرائیل کو نجات ملی تھی ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حاضر کے صیغے بول کر ایک ہزار سال قبل کے لوگ مراد ہوئے لہٰذا معلوم ہوا کہ حاضر کے صیغے حاضر کے لیئے مخصوص نہیں ہوتے۔

اب ڈاکٹر صاحب کو کون سمجھائے اجی حضرت! اس آیت میں بھی خطاب انھیں بنی اسرائیل سے ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھے ایک ہزار قبل کے بنی اسرائیل ہرگز اس آیت کے مخاطب نہیں ہیں۔ ہاں جو نعمتیں ان کے باپ دادا کو دی گئیں تھیں وہ ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں کجا ایک چیز کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا اور کجا ضمیر حاضر سے غائبین کو مراد لینا ان دونوں باتوں کا فرق جس کی سمجھ میں نہ آئے وہ قابل خطاب نہیں۔

باب سوم۔ دعوی مذکور کے ثبوت میں آیات قرآنیہ کے حوالے اور انکی حقیقت

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس نرالے دعوے کے ثبوت میں کہ آیت استخلاف کے وعدے عہد نبوی میں پورے ہو گئے متعدد آیات قرآنیہ لکھ ڈالی ہیں اور اس کا نام تفسیر القرآن بالقرآن رکھا ہے خدا کی قدرت جن کے اسلاف قرآن کو معمے و چیستان کہتے تھے اور بیچارے صاف اقرار

---

۱۵ النجم کے صفحہ ۶ حصہ دوم میں علمائے شیعہ کی تصریحات اس مضمون کی نقل ہو چکی ہیں کہ ائمہ کے سوا قرآن کو کوئی سمجھ نہیں سکتا ۱۲

کرتے تھے کہ ہم قرآن کو نہیں سمجھتے آج اُن کے خلاف قرآن دانی کا دعویٰ کر رہے ہین ورسلمانون کی ریس مین تفسیر القرآن بالقرآن لکھنے کے مدعی ہین۔ مگر ڈاکٹر صاحب کہین ایسا نہو کہ کوا ہنس کی چال چلا اپنی چال بھی بھول گیا۔

کلاغے تگ کبک در گوش کرد ؛ تگ خویشتن ہم فراموش کرد

ڈاکٹر صاحب نے تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے آیتین تو بہت سی نقل کردین مگر ایک آیت کو بھی اصل مقصد سے ذرہ برابر لگاؤ نہین کچھ آیتین تو آپ نے یہ فرماکر نقل کی ہین کہ اگلی اُمتون کا مد وجزر اُتار چڑھاؤ ان آیات مین بیان کیا گیا ہے اور کچھ آیتین یہ فرماکر نقل کی ہین کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور معرفت الوہیت تزکیہ نفس ہم کو خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نصیب ہوئی۔ ان دونون قسم کی آیتون کا اصل مقصد سے بے تعلق ہونا ظاہر ہے اور ڈاکٹر صاحب خود ہی مقر ہین لہذا ہم صرف اُن آیتون پر نظر کرتے ہین جن کو ڈاکٹر صاحب اصل مقصد سے متعلق فرماتے ہین۔

ڈاکٹر صاحب یہ لکھکر کہ وعدہ الٰہی پورا ہوا خوف جاتا رہا یہ دو آیتین نقل کرتے ہین۔

(۱) یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک (۲) براءۃ من اللہ ورسولہ

ان دونون آیتون مین کہین بھی آیت استخلاف کے وعدون کے پورے ہوئے یا موعودہ امن کے حاصل ہونے کا تذکرہ نہین۔ غالباً ڈاکٹر صاحب کھینچ تان کریون استدلال کرین گے کہ ان دونون آیتون مین تبلیغ کا حکم اور کفار مکہ سے براءت کا اعلان ہے اور یہ دونون باتین خوف کی حالت مین نہین ہو سکتین لہذا معلوم ہوا کہ خوف جاتا رہا اور امن حاصل ہو گیا۔

جواب یہ ہے کہ ہم بکثرت مکی آیتون مین کفار مکہ کی مذمت ان کی تذلیل و توہین کے الفاظ دکھا سکتے ہین وہان بھی آپ کا یہ استدلال جاری ہو جائے گا کہ یہ باتین خوف کی حالت مین نہین ہو سکتین لہذا معلوم ہوا کہ قبل ہجرت آغاز نبوت ہی کے وقت سے امن حاصل تھا حالانکہ اسکے آپ بھی قائل نہین۔ اور اگر ایسا ہوتا تو آیت استخلاف مین حاصل شدہ چیز کا وعدہ لغو ہوا جاتا ہے۔ اور لیجئے ہم خاص یہ مضمون بھی مکی آیتون مین دکھا سکتے ہین یعنی تبلیغ کا حکم اور کفار سے براءت کا اعلان سورہ مدثر مین ہے یا ایھا المدثر قم فانذر اور سورہ کافرون مین شروع سے آخر تک کفار سے

بیاورت میں بے تعلقی ہی کا اعلان ہے۔ اور اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ خوف جاتا رہا تو صرف کفار مکہ ہی کا خوف تو گیا دوسرے کفار کا خوف باقی تھا کفر کی دو زبردست طاقتیں یعنی سلطنت روم و ایران کی موجودگی میں برگزیدہ بے خوفی و امن نہیں حاصل ہو سکتا جس کا وعدہ آیۂ استخلاف میں ہے اور جیسا کہ آیۂ لیظہرہ علی الدین کلہ سے بھی ظاہر ہے خصوصاً جبکہ عہد نبوت ہی میں دونوں مذکورہ سلطنتوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی تھی شاہ ایران نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی چاک کیا آپ کے قتل کا حکم دیا بادشاہ روم مسلمانوں کے مقابلہ کے لیئے فوجیں بھرتی کر رہا تھا ایسی حالت میں کون کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے رہتے ہوئے مسلمان امن میں تھے

اسکے بعد ڈاکٹر صاحب انتہائی جوش میں آکر فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو وعدہ اپنے حبیب مقدس و معصوم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ نور میں سنہ ۵ ہجری میں فرمایا تھا وہ سنہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے روز پورا کر دکھایا"۔ اور اسکے ثبوت میں آپ نے یکدم گیارہ آیتیں گنا دیں کہ کسی طرح شیعوں کی قرآن دانی تو ظاہر ہو مگر افسوس کہ معاملہ برعکس ہے ہر شخص ان آیتوں کو دیکھ کر سمجھ لیگا کہ اگر قرآن سمجھنے کا کچھ بھی حصہ ملا ہوتا تو یہ آیتیں اس دعوے کے ثبوت میں ہرگز نہ پیش کیجاتیں ملاحظہ فرمایئے۔

پہلی آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا الآیۃ ترجمہ خود ڈاکٹر صاحب کا یہ ہے "(اے پیغمبر) ہم نے کھلا کھلا تمہاری فتح کرادی اور جو اول و آخر تمہاری لغزش ہوئی ہے اسکو ڈھانپ دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمکو دین کے سیدھے راستہ پر چلایا اور تمہاری زبردست مدد کرے گا"

اول تو ڈاکٹر صاحب نے مضارع کے تمام صیغوں کا ترجمہ ماضی کے ساتھ کر دیا لیغفر، یتم، یہدی کا ترجمہ ڈھانپ دیا، پوری کر دیں، چلایا، بالکل غلط ہے اور لطف یہ کہ آخر میں پھر آپنے مضارع کا ترجمہ کر دیا یعنی مدد کرے گا۔

دوسرے یہ کہ اس آیت کو آیت استخلاف کے وعدوں سے کیا تعلق۔ اس میں تو فتح مکہ کی خبر ہے مکہ کی حکومت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو بنی اسرائیل کی بادشاہت سے تشبیہ دی جائے جس کو خود قرآن مجید میں ملک عظیم فرمایا ہے۔

دوسری آیت لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا الآیۃ اس آیت مین بھی فتح مکہ کی خبر ہے اور مسجد حرام مین تم امن کے ساتھ داخل ہو گے - اس جزوی امن کو آیت استخلاف کے موعودہ امن سے کیا نسبت ایسے تو پھر ہجرت کے ساتھ مدینہ پہو نچتے ہی امن مل گیا تھا جس کا تذکرہ چوتھی آیت مین آئیگا - حالانکہ خود آپ بھی سنہ ہجری سے پہلے امن کا ملنا نہین مانتے -

تیسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ سمجھ مین نہین آتا کہ کون شخص اس آیت سے آیت استخلاف کے وعدون کے عہد نبوی مین پورے ہو جانے پر استدلال کر سکتا ہے اس آیت مین تو تکمیل دین اور اتمام نعمت کی خبر ہے جس کا نتیجہ صرف یہ ہے کہ اس آیت کے بعد اب جدید احکام نہ نازل ہونگے دین کامل ہو چکا نعمت پوری ہو چکی -

شاید ڈاکٹر صاحب نے تکمیل دین کا لفظ دیکھکر یہ سمجھا کہ تمکین دین اسی کو کہتے ہین حالانکہ تکمیل اور تمکین مین بڑا فرق ہے - یا شاید اتمام نعمت کی لفظ سے آپ کو خیال ہوا کہ نعمت دنیا کا اتمام مراد ہے حالانکہ نعمت دنیا کا اتمام عرب جیسے ریگستان کی حکومت سے بدیہیات کے خلاف ہے -

ڈاکٹر صاحب نے اس آیت کے متعلق بے دھڑک یہ بھی لکھ مارا کہ یہ حضرت علی کے خلافت کے متعلق ہے - اول تو یہ بالکل غلط ہے تفسیر آیت تبلیغ دیکھو جس کا جواب مولوی سبط حسن نے لکھا اور پھر اس جواب کا رد النجم مین شائع ہوا تو مہر خاموشی لگ گئی دوسرے یہ کہ بالفرض ہم تسلیم بھی کرلین کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان ہوا تو محض اس اعلان سے آیت استخلاف کے وعدے کیونکر پورے ہو گئے -

چوتھی آیت واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا یہ ہے کہ بعد اور وہ وقت یاد کرو جب تم (یعنی مسلمان) سرزمین مکہ مین تھوڑے تھے اور کمزور سمجھے جاتے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ تمکو زبردستی پکڑ کر کہین اڑا نہ لیجائین پھر خدا نے تمکو مدینہ مین جگہہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی -

ڈاکٹر صاحب ؟ اگر اس آیت سے آیہ استخلاف کے وعدون کا پورا ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ مدینہ پہونچتے ہی وہ تینون نعمتین حاصل ہو گئین کیونکہ اس آیت مین مدینہ مین جگہ ملنے کو زوال خوف کا سبب قرار دیا ہے پس آپ کا یہ کہنا بھی غلط کہ ۸ھ مین یہ نعمتین حاصل

مومنین نیز سنہ میں سورہ نور میں ان نعمتوں کے دینے کا وعدہ بھی تحصیل حاصل اور لغو۔ واہ
سبحان اللہ کیا عمدہ استدلال آپ کا ہے۔

پانچویں آیت فلیعبدوا رب ھذا البیت الآیہ ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا یہ ہے "اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن میں رکھا"

یہ آیت سورہ لایلاف کی ہے اور مکی ہے اس آیت سے اگر آیہ استخلاف کا موعودہ امن امن ثابت ہوسکتا ہے۔ تو پھر مکہ میں قبل ہجرت ہی امن کا ثبوت ہوگیا۔ ماشاء اللہ کیا نفیس استدلال ہے

چھٹی آیت قل جاء الحق وزھق الباطل ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا "دیکھو کہ حق ظاہر ہوا اور باطل چلتا بنا" اس آیت کو بھی کوئی تعلق آپ کے دعوے سے نہیں ہے۔ یقیناً حق آیا اور اسی دن آیا جس دن آفتاب نبوت کی پہلی کرن پھوٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا اور باطل مٹ بھی گیا فتح مکہ کے بعد بت پرستی مکہ سے نیست نابود ہوگئی مگر اس سے نہ تو ملک عظیم حاصل ہوا نہ امن کامل نہ تمکین دین جیسا کہ بار بار بیان کیا گیا۔

ساتویں آیت حتی جاء الحق وظھر امر اللہ ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا "یہاں تک کہ تائید الٰہی کا سچا وعدہ الٰہی پہونچا اور خدا کا حکم در رہا"

اوّل تو یہ ترجمہ غلط ہے لفظ حق کا ترجمہ سچا وعدہ ایجاد بندہ ہے یہ آیت سورہ توبہ میں منافقوں کے متعلق ہے کہ ان کی فتنہ انگیزی کا حال کھل گیا سچی بات ظاہر ہوگئی پوری آیت یہ ہے لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور حتی جاء الحق وظھر امر اللہ۔ ترجمہ ان لوگوں نے پہلے ہی فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور واقعات کو آپ کے سامنے الٹ پھیر کر کے بیان کیا تھا یہاں تک کہ سچی بات ظاہر ہوگئی اور خدا کا کام غالب رہا۔

دوسرے اگر اس غلط ترجمہ کو مان بھی لیا جائے اور حق سے سچا وعدہ تائید کا مراد لیا جائے تو اس میں کس کو انکار ہے تائید الٰہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع ہی سے تھی اس سے آیت استخلاف کے وعدوں کا پورا ہونا ثابت ہوگا تو پھر مکہ میں اعلان نبوت ہوتے ہی ان نعمتوں کا حصول ماننا پڑے گا۔ ڈاکٹر صاحب واقعی بڑے عقلمند ہیں خوب استدلال کرتے ہیں۔

آٹھوین آیت وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا یہ ہے "کافرون کی بات کو پست کردیا اور سدا اللہ ہی کا بول بالا ہے"۔
اس آیت کو بھی کوئی تعلق بحث سے نہین سفر ہجرت کا اس مین بیان ہے کہ خدا نے کافرون کی بات پست کردی یعنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش اور آپ کے تعاقب مین کامیاب نہوئے اور اگر خواہ مخواہ اس آیت سے آیہ استخلاف کے وعدون کا پورا ہوجانا مستنبط کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ہجرت ہی کے وقت سے سب نعمتین حاصل ہوگئین۔
نوین آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ترجمہ ڈاکٹر صاحب کا "وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینون پر غالب رکھے"۔ معلوم نہین ڈاکٹر صاحب نے کیا سمجھکر یہ آیت نقل کردی حالانکہ یہ آیت ان کے مدعا کو الٹا فنا کررہی ہے کہ باید وشاید۔ آیت مذکورہ مین ارشاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصود یہ ہے کہ دین اسلام تمام دینون پر غالب ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دین اسلام صرف بت پرستی پر غالب آیا تھا دین مجوسی ودین عیسوی پر ہرگز ہرگز غلبہ نہوا تھا ان دونون دینون پر غلبہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے عہد مین ہوا۔ لہذا اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ آیت لیستخلفنھم فی الارض سے مراد روم وایران کی سلطنت ہے اور تبدیل خوف وتمکین دین کی بھی کامل تفسیر اس سے ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ وعدے خلفائے راشدین کے عہد مین پورے ہوئے نہ عہد نبوی مین۔
شاید ڈاکٹر صاحب یا ان کے کوئی حمایتی یہ فرماوین کہ معنی تنہا آیت مین غلبہ سے مراد حجت وبرہان کا غلبہ ہے تو اس مین دو باتین مین اول یہ کہ حجت وبرہان سے غلبہ دین برحق کو ہمیشہ رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص بیکار ہے دوسرے یہ کہ حجت وبرہان سے غلبہ تو بغیر استخلاف وغیرہ کے ہوسکتا ہے لہذا اس آیت کو آیت

دسوین آیت انا اعطینٰک الکوثر۔ واہ ڈاکٹر صاحب واہ خوب استدلال ہے۔ اجی حضرت یہ سورت بھی مکی ہے اس سے آیت استخلاف کی موعودہ نعمتون کا حصول اگر ثابت کیجیئے گا تو خود آپ کا کہنا بھی غلط ہو جائے گا کہ مشعہ ہرمین یہ نعمتین حاصل ہوئین اور آیت استخلاف کا وعدہ عبث ہو جائے گا علاوہ ازین اس سورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر یا کثرت کمالات عطا فرمانے کا ذکر ہے اور یہ کہ آپ کا دشمن ابتر ہے اس مضمون کو آیۂ استخلاف سے کیا تعلق۔

گیارھوین آیت۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ اسکو بھی کوئی تعلق بحث سے نہین فتح مکہ کا بیان ہے مکہ کے فتح ہو جانے کو ملک عظیم نہین کہا سکتا نہ نوجون کے مسلمان ہو جانے سے کسریٰ وقیصر کا خوف زائل ہوا۔

یہ تھی ڈاکٹر صاحب کے تفسیر القرآن بالقرآن کی حقیقت۔ اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے چار روایتین نقل کی ہین **اول** یہ کہ مکہ مین شراب بیچنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا **دوم** یہ کہ مکہ فتح ہو گیا تو قریشی مغلوب ہو گئے **سوم** یہ کہ مکہ مین ایک عورت نے چوری کی تھی اس کا ہاتھ آپ نے کٹوا دیا **چہارم** یہ کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہ رہی کیونکہ امن قائم ہو گیا۔

سمجھ مین نہین آتا کہ ڈاکٹر صاحب اس قدر بے جوڑ باتین کیون کر رہے ہین فتح مکہ کا کون منکر ہے اور فتح کے بعد وہان احکام اسلام کا جاری ہونا امن کا قائم ہونا بدیہیات مین سے ہے اسکے لیئے روایات کی کیا حاجت تھی۔ کلام تو اس مین ہے کہ مکہ تمام عرب کی حکومت ملک عظیم نہین کہی جاسکتی اور آیت استخلاف مین وعدہ ملک عظیم کا ہے۔

اس موقع پر بھی ڈاکٹر صاحب کے دو لطیفہ زیب رقم کیئے جاتے ہین۔

لطیفۂ اول ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین۔

ابتدائے اسلام مین اللہ کے حبیب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نہایت تکلیف ومصائب کا زمانہ تھا اور یہی وقت صحابہ کرام مسلمین اور مومنین کے جوہر ایمان دکھانے کا تھا اور یہی زمانہ خدمت اسلام بجا لانے کا تھا اور یہی زمانہ شجاعت و

بہادری اور قربانیاں پیش کرنے کا تھا کیونکہ اسلام کا پودا ابھی اپنی جڑ پر قائم نہ ہوا تھا اس کے واسطے ضرورت تھی کہ وہ خالص مومنین صالحین وموحدین کے خون سے سیراب کیا جائے تاکہ وہ شجرۂ اسلام ہو کر سرسبز ہوا ور پھولے پھلے پس زمانہ نبوت میں ان غزوات وجہاد فی سبیل اللہ اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وآلہ نے اپنے تن من دھن سے خدمت اسلام کی جان قربان کی مارے گئے تو شہید کہلائے اگر کفار کو قتل کیا تو غازی بہادر مشہور ہوئے وہی صحابۂ مومنین صالحین وموحدین ومجاہدین تھے۔ اور جو صحابہ کبار ہر ایک جنگ سے فرار ہوئے نہ خود زخمی ہوئے نہ کسی کو زخمی کیا اپنی جان بچاتے رہے وہ مجاہدین وموحدین صالحین کی فہرست میں نہیں داخل ہو سکتے۔ کتب تواریخ اسلام سے حضرات اصحاب ثلاثہ کے کارنامے پیش کرنے چاہیئے تھے کیونکہ یہ حضرات ہر ایک جنگ میں فرار ہوئے اور بہادری وشجاعت جہاد فی سبیل اللہ میں نہیں دکھلائی۔

ڈاکٹر صاحب فرا مہربانی کر کے ان اصحاب النبی کے نام تو دس میں ہی کے مہی بتا دیجئے جنہوں نے قربانیاں کیں اور داد شجاعت دی۔ آپ کے مذہب میں تو تمام اصحاب منافق تھے اور نبی کے بعد سب مرتد ہوگئے سوا تین چار کے انہیں مرتدوں کی آپ تعریف کر رہے ہیں اور اسلام کو ان کی شجاعت کا مرہون احسان بتاتے ہیں۔ حضرات خلفائے ثلاثہ کا ہر جنگ سے فرار کرنا ایک ایسا جھوٹ ہے جس کو آپ اپنی کتابوں سے بھی ثابت نہیں کر سکتے

تواریخ اسلام اگر اٹھا کر دیکھئے گا تو سوا حضرات خلفائے ثلاثہ کے اور کسی کے کارنامے مل ہی نہیں سکتے اسلام کی جو کچھ خدمت کی انہیں نے کی۔

عجیب لطیفہ ہے جب ضرورت پیش آتی ہے تو شیعہ اصحاب النبی کے کارنامے بیان کرتے ہیں جیسا کہ حائری صاحب نے اپنے موعظہ تحریف قرآن میں قرآن مجید کے معجزات و تاثیرات کو دکھانے کے لیئے صحابہ کرام کی خوب تعریف کی مگر اُن کا مذہب کچھ اور کہتا ہے۔

لطیفۂ دوم استخلاف فی الارض کے معنی ڈاکٹر صاحب بیان فرماتے ہیں۔

اسکے معنی ہیں زمین میں آباد کرنا۔ بسنا۔ تصرف کرنا۔ اور حاکم بنانا۔ کفار کی جگہ مسلمانوں کو

لینا - ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کو قائم مقام کرنا - نبی کا خلیفہ مراد نہیں ہے -

ڈاکٹر صاحب پہلے تو اپنے مجتہدین کرام کو جو فرماتے ہیں کہ اہل بیت کا اجماع اس پر ہے کہ یہ آیت امام مہدی کے لیئے ہے نیز ائمۂ اہل بیت کو خوب کوسیں یا امام مہدی کے بھی خلیفہ نبی ہونے سے انکار کریں اسکے بعد ہم کہتے ہیں کہ آپ استخلاف کے معنی بیان سکونت زمین کے تو نے نہیں سکتے حکومت کے معنی لیجیئے تو بھی مقصد حاصل ہے کیونکہ حضرات خلفائے ثلاثہ کو اسی آیت کی موعودہ حکومت ملی اور خلافت اسی کا نام ہے خلافت وہ حکومت ہے جو بہ نیابت نبی دین قائم کرنے کے لیئے ہو - قرآن مجید میں مہاجرین کی شان فرمایا الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوۃ یعنی مہاجرین میں سے جس کو بھی حکومت ملے گی وہ دین کو قائم کرے گا لہذا بہرصورت ان کی خلافت ثابت ہے اور ذرا اس بات پر تو غور کیجیئے کہ استخلاف کا مادہ کیا ہے کوئی لفظ اپنے مادہ سے بے تعلق نہیں ہوسکتی لہذا خلافت کے معنی استخلاف میں ضرور پائے جائیں گے خواہ اسکی مراد آپ کچھ بھی بیان کریں - بہر حال آیت استخلاف کی موجودہ نعمتیں کچھ بھی ہوں - زمین آسمان کے قلابے ملا دیجیئے مگر اس آیت کا مصداق سوا حضرات خلفائے ثلاثہ کے اور کوئی ہو نہیں سکتا -

ہم سچ کہتے ہیں اگر کوئی شیعہ ثابت کردے کہ اس آیۂ استخلاف کی تصدیق حضرات خلافت کو نہ ماننے کی صورت میں بھی ممکن ہے تو ہم فوراً اعلان کردیں گے کہ اب تک جس قدر علمائے اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے سب خطا پر تھے -

باب چہارم صحابۂ کرام کے مطاعن اور ان کے جوابات

واقعی بقول حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کے شیعوں کا حصن حصین مطاعن صحابہ ہے جہاں دلائل و براہین کی فوجوں سے ہزیمت خوردہ ہوئے فوراً بھاگ کر اسی قلعہ میں پناہ لیتے ہیں - مگر قرآن مجید کی مار سے اس قلعہ میں بھی پناہ نہیں ملتی اور ایک ہی ضرب میں سارا قلعہ خاک کی برابر نظر آتا ہے -

ڈاکٹر صاحب !! حضرات خلفائے ثلاثہ کے مصائب بیان کرکے چاہتے ہیں کہ انکو

آیت استخلاف کے مصداق سے خارج کریں ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے بیان کردہ معائب صحیح ہوں تو نتیجہ یہ ہے کہ آیۂ قرآنی غلط ہو جائیگی کیونکہ وقت نزول کے کلمہ گویان اسلام میں سے سوا تینوں خلفا کے اور کسی کو آیت استخلاف کی موعودہ نعمتیں حاصل ہی نہیں ہوئیں۔ مگر شیعوں کا اسکی کیا پروا آیات قرآنیہ کو روایات سے رد کرنا انکا شیوہ ہے۔

شیعہ - اول تو جس قدر مطاعن آپ لوگ بیان کرتے ہیں محض افترا ہیں کوئی صحیح روایت کتب اہل سنت سے اُن کے ثبوت میں آپ پیش نہیں کر سکتے اور بفرض محال کوئی ہوتی بھی تو بس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاتا کہ مطاعن کی بنیاد روایات پر ہے اور صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کی بنیاد قرآن پر ہے۔ قرآن میں مہاجرین وانصار کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور اُن آیات کو دیکھکر یہ وہم نہیں ہوتا کہ مہاجرین وانصار میں کوئی ایسا بھی تھا جو ان اوصاف سے بے نصیب تھا۔

دوسرے یہ کہ جو مطاعن صحابۂ کرام کے آپ لوگ بیان کرتے ہیں اگر وہ صحیح مان لیئے جائیں تو سارا دین مشکوک ہو جاتا ہے کیونکہ دین کی ہر چیز کے ناقل دراوی یہی حضرات ہیں۔

تیسرے یہ کہ حضرت علی پر بڑا الزام آتا ہے کہ انھوں نے کیوں خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان پر فرض تھا کہ جس طرح حضرت سے جنگ کی اسی طرح تینوں خلفا سے بھی جہاد کرتے خصوصًا جبکہ بقول آپ کے حضرت معاویہ سے بدرجہا زائد دین کی بربادی تینوں خلفا کے ہاتھ سے ہو رہی تھی اس کا کوئی جواب آپ کے اولین وآخرین ملکر نہیں دے سکتے۔ رہی وہ وصیت والی روایت جو آپ کی کتابوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو صبر کی وصیت کر گئے تھے تو اس روایت کے موافق حضرت معاویہ اور حضرت طلحہ وزبیر سے لڑنا بھی ناجائز ٹھرتا ہے۔

کیونکہ اس روایت میں حضرت علی کا یہ عہد منقول ہے کہ ہمیشہ مدۃ العمر صبر کروں گا یہ تو جواب کلی تھے آپ خاص اپنے پیش کردہ مطاعن کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ ،، یہ حضرات (یعنی خلفائے ثلاثہ) ہر ایک جنگ میں فرار

ہوئے،، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کے ثبوت مین کوئی روایت بھی آپنے پیش نہین کی نہ آپ پیش کرسکین گے۔

(۲) جنازہ رسول مقبول سے محروم رہے" بالکل جھوٹا۔ کوئی روایت نہ پیش کی نہ کرسکین گے۔ بلکہ خود آپ کی کتاب اصول کافی واحتجاج سے ثابت ہے کہ تمام مہاجرین وانصار شریک جنازہ تھے۔

(۳) فرماتے ہین" خم غدیر کی پروانہ کرکے جمہوری سلطنت قائم کی اور بنی ہاشم کو مشورہ مین بھی شامل نہ کیا" بالکل جھوٹ اسکے ثبوت مین بھی کوئی روایت نہ پیش کی نہ کرسکتے ہین خم غدیر مین حضرت علی کے خلافت کا اعلان ہوا نہ بیعت ہوئی۔

(۴) فرماتے ہین،، باغ فدک ورثہ وترکہ رسول کو جناب سیدہ سے چھین لیا سادات کا خمس بند کیا،، یہ بھی جھوٹ رسول کے متروکات مین میراث کا جاری نہوناخود آپکے کتب معتبرہ سے بھی ثابت ہے دیکھو اصول کافی مطبوعہ نولکشور ص۱۷

(۵) فرماتے ہین،، جناب سیدہ معصومہ کے مکان جنت نشان پر حملہ کرکے جبریہ بیعت کے واسطے آگ لگانے کی دھمکی دے،، یہ بھی ایسا جھوٹ ہے کہ کوئی روایت نہ آپ نے پیش کی نہ کرسکتے ہین۔

(۶) فرماتے ہین،، حضرت عمر نے وقت وفات نبی کلمہ ہذیان کہا اور صلح حدیبیہ مین گستاخانہ کلام کیئے نبوت پر شک کیا،، بالکل افترا۔ حضرت عمر نے کیا کسی نے بھی ہذیان کا لفظ نہین کہا ھجر کے معنی ہذیان ہی کے نہین ہین پھر اسکے ساتھ ہمزہ استفہام انکاری کا لگا ہوا ہے پھر ہجر کا لفظ بھی حضرت عمر کا مقولہ کسی صحیح روایت مین نہین ہے۔ نبوت پر شک کرنا بھی کسی روایت مین نہین ہے۔ ایسی افترا پردازیون سے آفتاب پر خاک نہین پڑسکتی۔

(۷) فرماتے ہین،، رسول نے حضرت ابوبکر سے کہا،، مجھے معلوم نہین کہ میرے بعد کیا کرینگے لا ادری ما تحدثون من بعدی،، اس روایت کے لیئے کوئی حوالہ کتاب کا آپ نے نہین دیا اگر اس روایت کا وجود ہے پوری روایت آپ نقل کردیتے تو مطلب کھل جاتا ترجمہ بھی آپ نے غلط کیا ہے ورنہ شبہہ نہ ہوتا۔

اس روایت مین گو مخاطب حضرت ابوبکر ہین مگر مقصود دوسرے لوگ ہین جن مین نو مسلمین اور اعراب شامل ہین چنانچہ تحدثون صیغہ جمع کا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے حضرت ابوبکر کے متعلق یہ کلمہ ہوتا تو تحدث فرماتے یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا قرآن مجید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر کہین کہین ایسے احکام دیئے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق نہین بلکہ دوسرون کے لئے ہین جیسا کہ یہ آیت ہے یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ حکم ہوتا تو بجائے طلقتم کے طلقت ہوتا۔

اس حدیث کے متعلق پوری بحث کتاب منتہی الکلام مین ہے جس کا جواب اب تک مجتہدین شیعہ سے باوجود انتہائی کوشش کے نہو سکا۔ شیعون کے قبلۃ القبلات مولوی حامد حسین نے نام تو کر دیا کہ اُنھون نے منتہی الکلام کے جواب مین استقصاء الافحام لکھی مگر حقیقت یہ ہے کہ درمیان کے صرف ۳۶ ورق کا جواب دیا ہے اول و آخر کے سیکڑون صفحات اور ان تمام مباحث کے جواب مین خاموشی اختیار کی ہے۔

(۸) فرماتے ہین،، رسول نے ابوبکر سے فرمایا شرک تمھاری درمیان مین چیونٹی کے چال سے زیادہ باریک چلتا ہے،، یہان بھی وہی بات ہے مقصود حضرت ابوبکر نہین ہین آپ اصل الفاظ روایت کے نقل کرتے تو حال کھل جاتا اصل روایت مین لفظ فیکم ہے فیک نہین ہے۔

(۹) فرماتے ہین،، حضرت ابوبکر نے بعد بیعت خلافت فرمایا جب تک مین سنت پر چلون میری اطاعت کرو جہان میرا قدم ڈگمگاتا دیکھو مجھے ملامت کرو شیطان مجھپر غالب ہے۔

ڈاکٹر صاحب یہ روایت تو حضرت صدیق کے مناقب مین ذکر کرنے کی تھی مگر ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

اچھے لوگون اور مقدس ہستیون کی خاص صفت ہے کہ وہ باوجود جامع کمالات ہونے کے اپنے کو سب سے کمتر اور مجموعہ معائب سمجھا کرتے ہین ؎

ازین بر ملائک شرف داشتند ۔ کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

واقعی جس پر شیطان مسلط ہوتا ہے وہ کبھی اپنے کو نہ کہے گا کہ شیطان مجھ پر غالب ہے یہ کلمہ سوا اللہ والون کے کسی کی زبان سے نکل نہین سکتا۔

اچھا آپ تو حضرت علی کو معصوم اور مثل پیغمبر کے جانتے ہین انھون نے بھی اس قسم کے کلمات اپنے متعلق ارشاد فرمائے ہین نہج البلاغہ قسم اول ص۲۳۴ مین ہے کہ حضرت علی نے لوگون سے فرمایا۔

فلا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطی ولا امن ذلک من فعلی۔

پس نہ باز رہو ہم لوگ حق بات کہنے سے یا انصاف کا مشورہ دینے سے کیونکہ مین اپنے نفس مین خطا کرنے سے بالاتر نہین ہون اور نہ اپنے فعل مین خطا کرنے سے بے خوف ہون۔

حضرت صدیق نے جو فرمایا کہ جو کام میرا سنت کے موافق ہو اس کی اطاعت کرو یہ ان کی للہیت اور قدوسیت کی اعلیٰ ترین دلیل ہے اور اس آیت قرآنی کی تبلیغ ہے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر ترجمہ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان صاحبان حکومت کی جو تم مین سے ہون پھر اگر تم مین اور صاحبان حکومت کی کسی بات کا نزاع ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ اور رسول سے کراؤ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولوالامر معصوم نہین ہوتے اور نہ اولوالامر کی اطاعت خلاف شریعت کام مین جائز نہین اس آیت سے آپ کے عقیدۂ عصمت ائمہ کا ابطال ہوتا ہے جس کی کوئی تاویل آپ کے امام صاحب سے نہ ہو سکی اور انھون نے جھٹ اس

آیت کو محرف کہکر ٹال دیا نعوذ باللہ منہ۔

یہ تھی ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ اُن مطاعن کی حقیقت جو اس موقع پر اُنھون نے بیان کیئے ہین اور جن سے وہ آیات قرآنیہ کو رد کرنا چاہتے تھے۔ اس موقع پر بھی ڈاکٹر صاحب کے دو لطیفہ ہدیہ ناظرین کیلئے جاتے ہین۔

لطیفۂ اول ڈاکٹر صاحب بہادر نے اسی سلسلہ مین آیۂ مودۃ القربیٰ بھی لکھ ڈالی اور اس کا ترجمہ بھی جیسا دل چاہا کرکے رکھدیا ہے فرماتے ہین۔

"شرط ایمان محبت اہل بیت رسالت ہے قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ترجمہ اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہدو کہ مین تم سے اپنی رسالت پر کوئی مزدوری نہین مانگتا سوائے اسکے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت اتری صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کون ہین جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے فرمایا جناب علی جناب فاطمہ جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام ملاحظہ ہون کل تفاسیر اہل سنت"

ڈاکٹر صاحب اس آیت کی تفسیر پر ایک مستقل رسالہ دفتر انجم سے شائع ہوچکا ہے افسوس کہ آپ نے اسکو بھی نہین دیکھا اور فرماتے ہین کہ "یہ چند اوراق اسکا بھی جواب ہین" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اچھا اب جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) آپ نے ترجمہ بالکل غلط کیا "میرے اقربا سے محبت کرو" لفظ میرے کس لفظ کا ترجمہ

لہ قبلۂ شیعہ مولوی مقبول احمد اپنے ترجمہ قرآن مطبوعہ مقبول پریس دہلی ۱۳۳۰ھ مین لکھتے ہین "کافی اور تفسیر عیاشی مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت آیت کو یون تلاوت فرماتے تھے فان خفتم تنازعا فی امر فردوہ الی اللہ والی الرسول والی اولی الامر منکم اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی کیونکہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اولی الامر کی اطاعت کا حکم بھی دے اور پھر اُن سے جھگڑا کرنے کی اجازت بھی دے بلکہ یہ حکم تو اُن مامورین کے حق مین ہے جن سے اطیعوا اللہ کہا گیا ہے" پوری بحث اس آیت کی رسالہ تفسیر اولی الامر مین دیکھنا چاہیے ۱۲

ہے اور قربیٰ کا ترجمہ اقربا کس قاعدہ سے صحیح ہو سکتا ہے ہان اگر عبارت یون ہوتی الا المودۃ لاھل قربائی تو یہ ترجمہ آپ کا صحیح ہو سکتا تھا۔

(۲) صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اے نبی کہدیجئے کہ مین تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی مزدوری نہین مانگتا مگر محبت قرابت مین - یعنی مین کوئی اُجرت نہین چاہتا صرف یہ کہتا ہون کہ بوجہ قرابت کے جو تمکو میرے ساتھ ہے میرا خیال کرو اور ایذا مت پہونچاؤ۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس کا حوالہ بالکل غلط ہے جو مضمون آپ نے ان کی طرف منسوب کیا ہے انھون نے تو اس مضمون پر سعید بن جبیر کا تخطیہ کیا ہے اور آیت کا وہی مطلب بیان کیا ہے جو مین لکھ چکا - دیکھو صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

(۴) کل تفاسیر اہل سنت کا حوالہ دینا محض افترا ہے آپ کے قبلہ ایڈیٹر اصلاح نے بھی ایسا ہی لکھا تھا اور انھین کے لکھنے پر دفتر النجم سے تفسیر آیہ مودۃ القربیٰ شائع ہوئی جس مین تمام تفاسیر کی عبارتین نقل کر کے اس قدر ان کو شرمندہ و ذلیل کیا گیا ہے کہ اُن کا دل ہی جانتا ہوگا پھر آج تک بیس سال سے زائد گزر جانے پر اُن کو اس تفسیر کا جواب لکھنے کی ہمت نہین ہوئی۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین آپ لوگون نے کی ہے کہ ان کو اپنی تبلیغ رسالت پر مزدوری مانگنے والا قرار دے کر دین فروش بنا دیا - استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

قرآن شریف مین ہر ہر نبی کی تقدیس مزدوری طلب کرنے سے فرمائی گئی ہے اور متعدد آیتون مین خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ کہدیجئے مین مین ہرگز کسی قسم کی اُجرت اس کام پر نہین مانگتا - یہ سب آیتین بھی تفسیر آیہ مودۃ القربیٰ مین آپ کو یکجا مل جائین گی۔

لطیفہ دوم ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین ،، فتوحات ملکی اور ملک گیری معیار خلافت الٰہیہ نہین اگر معیار خلافت ہون تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین علیہم السلام سے صرف چار نبی و رسول خلیفۃ اللہ ثابت ہون گے اور اصحاب ثلثہ کے فتوحات ملکی

سے زیادہ ولید بن عبد الملک مروانی اموی اور خلفائے عباسیہ سلطان محمود غزنوی اور ہارون الرشید سلطنت عثمانیہ ترکی کے سلاطین تیموریہ بادشاہ اددھر اورنگ زیب واکبر بادشاہ کے فتوحات ہوئے کیا وہ سب کے سب خلیفۃ اللہ تھے آجکل ابن سعود سلطان الحجاز نجدی کو استخلاف فی الارض تمکین دین اور تبدیل امن بعد الخوف حاصل ہے اور وہ مسلمان بھی ہے کیا وہ خلیفۃ اللہ ہے "

ڈاکٹر صاحب ؟ آپ کی ان خبط بے ربط تحریرات پر بہت افسوس ہوتا ہے اسی علم وفہم پر آپ نے اپنے مناظر مولوی مرزا احمد علی پر سبقت لیجانے کا ارادہ کیا ہے اور مباحثہ ننگمری کا جواب لکھا ہے جواب میں سوا اس کے کیا کہا جائے کہ تمام زلیخا خواندی وہنوز ندانستی کہ زلیخا مرد بود یا زن یا فتوحات ملکی وملک گیری کو کس جاہل احمق نے خلافت الٰہیہ کا معیار قرار دیا ہے ذرا اس کا نام تو بتایئے۔ خدا جانے کہ اس قدر صاف اور سیدھی بات کیوں آپ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور ایسی بہکی ہوئی باتیں کیا کرتے ہیں۔

سنئے یہاں بحث یہ ہے کہ آیت استخلاف میں وقت نزول آیت کے مومنین صالحین کو خدا نے جو تین نعمتوں کے دینے کا وعدہ کیا ہے یہ وعدہ کس وقت اور کس کے ہاتھ پر پورا ہوا۔ فتوحات اور ملک گیری فی حد ذاتہ کوئی چیز قابل مدح نہیں البتہ وعدہ الٰہی کے مطابق جن کو ملی ان کے لیئے بوجہ وعدہ کے موجب مدح اور دلیل حقانیت ہوگئی۔ مابعد کے لوگ جن سے آیت استخلاف کا وعدہ متعلق نہیں ہوسکتا ان کو اگر تین کیا تین ہزار نعمتیں بھی مل جائیں تو کوئی چیز نہیں۔ علی ہذا انبیائے سابقین علیہم السلام کے لیئے بھی ان نعمتوں کا ملنا ضروری نہیں ہے۔ ولید وغیرہ کے فتوحات کا ذکر کرنا ڈاکٹر صاحب کی خوش فہمی ہے یہ لوگ آیت کے موعود لہم میں داخل نہیں ہیں لہٰذا فتوحات کا حاصل ہونا ان کے لیئے باعث فضیلت نہیں ہوسکتا۔

ڈاکٹر صاحب ؟ براہ مہربانی یہ تو فرمایئے کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے صرف چار کو یہ نعمتیں ملیں۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ

جن بادشاہون کے فتوحات آپ نے حضرات خلفائے ثلاثہ سے زائد بتائے ہین کیا واقعی آپ بس بیان مین سچے ہین اور کیا اسکو آپ ثابت کرسکتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

باب پنجم۔ متفرق باتون کا جواب

ڈاکٹر صاحب کی متفرق باتون مین سے اس وقت چار باتون کا جواب دینا کافی معلوم ہوتا ہے **اول** وہ کہ ڈاکٹر صاحب النجم کے بہت شاکی ہین اور بہت رونا روئے ہین۔ **دوم** ڈاکٹر صاحب تقیہ کو بھی ثابت کرنا چاہتے ہین۔ **سوم** شیعون کا ایمان بالقرآن ثابت کرنے کا سہرا بھی ڈاکٹر صاحب اپنے سر باندھنا چاہتے ہین **چہارم** حدیث ثقلین کی بحث بھی ڈاکٹر صاحب نے چھیڑی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ہین بہت بڑے عالم اور آپ کی ہمہ دانی کا کیا کہنا ہر مسائلہ مین آپ دخل دینے کے لیئے تیار ہین بہرکیف آپ چارون مسائلون کی محققانہ بحث ملاحظہ ہو

پہلا مسائلہ۔ ڈاکٹر صاحب کی گریہ وزاری و دشنام دہی

ڈاکٹر صاحب النجم کے بہت شاکی ہین اور شکایت بھی شریفانہ لہجہ مین نہین بلکہ اس لہجہ مین کر رہے ہین جو شرفا کے زبان و قلم سے سہواً بھی ادا نہین ہوسکتا النجم کے مضامین عالیہ کو جنھون نے خرمن تشیع کو خاکستر کردیا ہے آپ ان الفاظ سے یاد کرتے ہین ،، جہال سے اپنا الو سیدھا کرنا، تفریق بین المسلمین کرکے فتنہ و فساد کرانا،، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے جواب مین ہم ڈاکٹر صاحب سے سوا اسکے کیا کہین کہ ناحق آپ لوگون کی آنکھون مین خاک جھونک رہے ہین۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ النجم سے سالہا سال اور کس پیشتر آپ کا رسالہ اصلاح و شیعہ کھجوہ سے امامیہ والحکم لکھنوسے نکل رہے تھے قدر نجس حملے مذہب اہل سنت پر کر رہے تھے۔ النجم نے جواب دیا تو آپ چیخ اٹھے اور تفریق بین المسلمین اور فتنہ و فساد کہنے لگے۔ آپ لوگ یہ چاہتے ہین کہ آپ لوگ جو چاہین کرین کوئی جواب نہ دے۔ آخر یہ کیون۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی لکھ مارا کہ مدیر النجم جو مضامین لکھتے ہین یہ اُن کے اختراع دماغ کا نتیجہ نہین ہوتے اہل سنت کے علماے سابقین یہ سب باتین لکھ چکے ہین ؛؛

ہم کہتے ہین کہ بہت اچھا یون ہی سہی پھر آپ کا اجارہ۔

ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ مین ایک فقرہ بہت عمدہ لکھا ہے فرماتے ہین ؛؛ ہمیشہ مذہب شیعہ کی ضعیف اور احاد اور متروک روایات پیش کر کے مسلمانون کو مذہب شیعہ سے بدظن کرتے ہین ؛؛

النجم مین اکثر و بیشتر آپ کی کتب اربعہ کی روایت پیش کیجاتی ہین یہ سب اگر ضعیف و متروک ہین تو اب کس منھ سے آپ اہل سنت کی روایات پیش کرین گے۔

ہان احاد جو آپ نے فرمایا وہ بیشک صحیح ہے مگر احاد نہ پیش کرین تو کیا کرین متواتر کہان سے لائین متواتر روایت آپ کے مذہب مین ہے کہان۔ آپ کے مذہب کے راویون کی تعداد ہی اتنی نہین ہے کہ ان کی روایت متواتر کہی جاسکے رہا آپ کے علما کی کسی روایت کو متواتر کہدینا تو یہ بات النجم کی پیش کردہ روایت مین موجود ہے مثال کے لئے تحریف قرآن کی روایت کو دیکھئے

اچھا ڈاکٹر صاحب ! آپ اپنی روایات سے بہت گھبرا گئے ہین اور ان کو ضعیف اور متروک اور اخبار احاد کہکر الگ کرنا چاہتے ہین تو پھر یہ بتادیجئے کہ آپ کے سامنے استدلال کس چیز سے کیا جائے قرآن کو آپ کے علما کبھی تو محرف کہدیتے ہین کبھی اسکو معماو چیستان قرار دیتے رہین ورنہ ہم بخوشی اس بات کے لئے تیار رہین کہ روایات کا نام بھی نہ لیا جائے صرف قرآن سے اور واقعات قطعیہ سے استدلال ہو۔

دوسرا مسألہ تقیہ

ڈاکٹر صاحب بہادر اپنے اس رسالہ مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؛؛ بعد نبوت کے جب تک آنحضرت صلعم مکہ مین رہے وہ زمانہ ایسے خوف و ایذا کا تھا کہ دین کا کوئی کام کھلم کھلا نہین ہوسکتا تھا ؛؛

پھر اس پر حاشیہ چڑھاتے ہین اور فرماتے ہین ؛؛ ایڈیٹر النجم بتائیے کہ رسول صاحب نبوت و معجزہ تقیہ کیون کرتا تھا ؛؛

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب اب تک اپنے ایسے ضروری مسائلہ یعنی تقیہ کی حقیقت سے بھی بالکل ناواقف ہیں ورنہ کھلم کھلا کام نہ کرسکنے کو زیادہ سے زیادہ کتمان فرماتے تقیہ نہ کہتے۔ اور یا دیدہ و دانستہ مخلوق کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور یہی قرین قیاس ہے کیونکہ تقیہ کی حقیقت سے کوئی معمولی شیعہ ناواقف نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ مذہب شیعہ کا مبلغ۔

اچھا ڈاکٹر صاحب سنیئے۔ آپ کے مذہب شریف میں کسی کام کے چھپانے کا نام تقیہ نہیں بلکہ کتمان ہے اصول کافی باب التقیہ کے بعد باب الکتمان ملاحظہ فرمایئے۔

تقیہ آپ کے مذہب میں جھوٹ بولنے اور خلاف اپنے عقیدہ کے کوئی بات کہنے یا کوئی کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اس تقیہ کی اس قدر تاکید اور فضیلت آپ کے مذہب مقدس میں ہے کہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ اس تقیہ میں ہیں اور تقیہ ائمہ کا دین ہے خدا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے، بے ایمان ہے۔ اور تقیہ کے لئے جبر و اکراہ کی بھی شرط نہیں ہے بلکہ ہر ضرورت میں خواہ کسی درجہ کی ہو تقیہ کرنے کا حکم ہے اور ضرورت کی کسی قسم کی تعیین و تحدید نہیں کی گئی بلکہ ہر شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

تقیہ کے متعلق یہ تینوں باتیں آپ کی معتبر اور صحیح احادیث میں ائمہ معصومین سے منقول ہیں لہذا کسی مجتہد صاحب کو کچھ بیان فرمانے کی ضرورت نہیں نہ ان کی بات قابل سماعت ہوسکتی ہے آپ کے اطمینان کیلئے تینوں مضامین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اصول کافی صفحہ ۴۸۴ میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ و لا دین لمن لا تقیۃ لہ یعنی دین کے کل دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں اور ایک حصہ باقی اعمال عبادات میں اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے اس حدیث سے تقیہ کی فضیلت و تاکید بخوبی ظاہر ہے۔

(۲) اصول کافی ص ۴۸۳ میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ قال ای و اللہ من دین اللہ و لقد قال یوسف ایتھا العیر انکم لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا

شیئا ولقد قال ابراهیم انی سقیم والله ما کان سقیما یعنی تقیہ اللہ کا دین ہے یوسف پیغمبر نے کہا کہ ایتہا العیر انکم لسارقون حالانکہ انھون نے کچھ چرایا نہ تھا اور ابراہیم نے کہا تھا کہ مین بیمار ہون حالانکہ وہ بیمار نہ تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقیہ جھوٹ بولنے کو کہتے ہین (۳) اصول کافی صفحہ ۴۸۴ مین روایت ہے کہ امام باقر نے فرمایا التقیۃ فی کل ضرورۃ وصاحبہا اعلم بہا حین تنزل بہ یعنی تقیہ ہر ضرورت مین ہے اور صاحب ضرورت کو اس کا خوب علم ہے۔

ڈاکٹر صاحب اب آپ نے تقیہ کو اچھی طرح سمجھ لیا اب اپنے ان علما کی دیانت پر ماتم کیجئے جو اہل سنت کی کتابون سے حتی کہ قرآن مجید سے اپنے اس تقیہ کے ثابت کرنے کے مدعی ہین۔ کیونکہ قیامت تک مسلمان تو مسلمان کسی کافر کے یہان بھی یہ تقیہ ثابت نہین ہو سکتا۔

تیسرا مسالہ شیعون کا ایمان بالقرآن

اس مسالہ پر اصلاح الشمس شیعہ ورنجف اور آخرین سہیل سبھی اپنی باری سے اپنی بولیان بول چکے اب ڈاکٹر صاحب کی باری ہے۔ النجم پر تحفہ کے سرقہ کا الزام لگا کر ڈاکٹر صاحب نے دو دو نفیس دلائل پیش فرمائے ہین جو کہین اُسے سرقہ نہین کیے۔

ڈاکٹر صاحب کے دلائل کی حقیقت ظاہر کرنے سے پہلے ڈاکٹر صاحب کی اس ہوشیاری کی ہم تعریف کرتے ہین کہ اُنھون نے النجم کے دلائل کا جواب دینا کیا انکا نام تک نہین لیا۔ گویا النجم نے بغیر کسی دلیل کے یہ دعوی کر کے چھوڑ دیا ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن مجید پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

سُنیے۔ جناب ڈاکٹر صاحب النجم نے بدلائل قاہرہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن مجید پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ جب تک ان دلائل کا شافی جواب نہ دیا جاوے آپ کا ایمان ثابت نہین ہو سکتا۔ مگر یاد رہے کہ آپ کے اولین وآخرین مل کر ان دلائل کا جواب نہین دے سکتے۔ اگر دو اور دو کا مجموعہ پانچ ثابت کیا جا سکتا ہو اگر اربعہ کی فردیت اور خمسہ کی زوجیت کوئی ثابت کر سکتا ہو تو بے شک ان دلائل کا بھی جواب ہو سکتا ہے آپ کی خاطر سے ان دلائل کا اقتباس

درج کیا جاتا ہے۔

النجم نے حسب ذیل امور اس مبحث مین ثابت کیئے ہین

(۱) مذہب شیعہ تمام صحابہ کرام کو کاذب قرار دیتا ہے اور ایک کو بھی مستثنیٰ نہین کرتا نہ فرق صرف اس قدر کرتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ اور اُن کے ساتھیون کو جو ایک لاکھ سے زائد تھے منافق قرار دے کر کاذب قرار دیتا ہے اور حضرت علی اور ان کے ساتھیون کو جو کل چار شخص تھے تقیہ باز مکار کاذب بناتا ہے۔ پس جب یہ کل جماعت کاذب ہوگئی تو قرآن جو انہین کی نقل اور روایت سے مابعد والون کو ملا کیونکر قابل اعتبار ہوسکتا ہے شیعہ یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ چونکہ یہ لوگ حد تواتر کو پہونچے ہوئے تھے اور اہل تواتر کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہے اس لیئے قرآن کے نقل پر جبکہ یہ سب لوگ متفق تھے لہذا کذب کا احتمال نہ رہا۔ اس لیئے کہ شیعہ اہل تواتر کا اتفاق کذب پر نص امامت وغیرہ کے چھپانے مین مان چکے ہین۔

(۲) ازروے مذہب شیعہ بلا اختلاف یہ قرآن تینون خلیفہ کے اہتمام سے بصورت کتاب مرتب ہوا جن کو مذہب شیعہ دشمن دین اور درپے تخریب دین مانتا ہے پس جس دین کا کوئی دشمن ہو اس کے ہاتھ سے اس دین کی وہ کتاب جو بنیاد دین ہوتی تو ہرگز اطمینان نہین ہوسکتا کہ اس دشمن نے کوئی تصرف اس مین نہین کیا خصوصاً جبکہ کسی دوسرے ذریعہ سے اس کی تصدیق بھی نہو جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق کتب شیعہ مین ائمہ معصومین سے کوئی روایت اس مضمون کی نہین ہو کہ قرآن اگرچہ دشمنون کے ہاتھ سے ملا مگر انھون نے کوئی تصرف اس مین نہین کیا۔

(۳) کتب شیعہ مین زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی موجود ہین جن مین بیان کیا گیا ہے کہ بہت سی آیتین اور سورتین قرآن مجید سے نکال ڈالی گئین اور بہت سی عبارتین جن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین اس مین بڑھائی گئین الفاظ و حروف تبدیل کئے گئے ترتیب اُلٹ پلٹ کیگئی نہ صرف سورتون کی بلکہ آیتون کی اور آیتون کے اندر

جو کلمات ہین ان کی بھی۔

(۴) روایات تحریف قرآن کی بابت علمائے شیعہ کا یہ اقرار بھی دکھایا گیا ہے کہ یہ روایتین کثیر ہین متواتر ہین مسألہ امامت کی روایات سے کم نہین ہین۔ اور تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین۔

(۵) شیعون ہین اول روز سے آجتک گنتی کے صرف چار شخص ہین جو تحریف قرآن کی تمام اقسام کا انکار کرتے ہین۔ شیخ صدوق۔ ابن بابویہ قمی شریف مرتضیٰ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان مگر تعجب یہ ہے چارون اشخاص باوجود منکر تحریف ہونے کے قائلین تحریف کو کافر نہین کہتے۔

(۶) یہ چارون اشخاص انکار تحریف کی سند مین کوئی قول امام معصوم کا پیش نہین کرتے اور نہ ان زائد از دو ہزار روایات تحریف کا جن کو محدثین شیعہ متواتر اور تحریف قرآن پر صریح الدلالہ کہتے ہین کچھ جواب دیتے ہین بلکہ اپنے انکار کی بنیاد ایسے دلائل پر رکھتے ہین جن سے صحابۂ کرام کی دینداری اور تقدس کا ایسا ثبوت ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ خاک فنا مین مل جاتا ہے۔ لہذا قرین قیاس یہ ہے کہ ان چارون کا انکار از راہ تقیہ تھا۔

(۷) مذہب شیعہ مین سوا اس مسألہ تحریف قرآن کے اور کوئی دوسرا مسألہ ایسا نہین ہے جس پر شیعون کے تمام فرقون کا ان کے سارے اولین و آخرین کا اس طرح اتفاق کامل ہو۔ عقائد سے لیکر اعمال تک ایک مسألہ بھی نہین جس مین اختلاف نہو اور خود ائمۂ معصومین سے مختلف اقوال منقول نہون حتی کہ مسألہ امامت اور عصمت ائمہ مین سب شیعہ متفق نہین ہین مگر مسألہ تحریف قرآن مین سب کا اتفاق ہے نہ کوئی روایت کسی امام کی اسکے خلاف ہے نہ کسی عالم کا قول۔

(۸) اہل سنت مین ایک متنفس بھی تحریف قرآن کا قائل نہین ہوا اور سب کے سب باتفاق تحریف قرآن کے قائل کو کافر سمجھتے رہے جس کا شیعون کو بھی اقرار ہے۔

(۹) اہل سنت کی کتابون مین تحریف قرآن کی کوئی روایت بھی نہین ہے۔ جن روایات کو بمقابلہ شیعہ تحریف کی روایات کے پیش کرتے ہین وہ روایات نسخ تلاوت کی ہین نہ تحریف کی اور پھر وہ روایات بھی

اس وجہ کی ہین کہ ایک جماعت سی تھی کہ انکو غیر مستند قرار دے کر اس بنا پر نسخ تلاوت ہی کی منکر ہے۔

(۱۰) اہل سنت کے اصول مذہب کی بنا پر تحریف قرآن عقلاً و نقلاً دونون طرح محال و ناممکن ہے۔

یہ دسون باتین ہین جو بہترین دلائل سے ثابت کیگئی ہین دیکھو النجم کا مناظرہ حصۂ اول و دوم اور تنبیہ الحائرین اور الاول من المائتین کے چار دان نمبر۔

ڈاکٹر صاحب نے ان باتون کا کچھ بھی جواب نہین دیا گویا ان کو ان باتون کی خبر ہی نہین اور چند بے سرو پا باتون مین پانچ چھ صفحے سیاہ کر ڈالے۔

فرماتے ہین "تمام مجتہدین و علمائے شیعہ کا اتفاق ہے کہ احکام مین تحریف نہین ہوئی۔ شیعہ و سنی روایات مین جو الفاظ و عبارات تحریف پائی جاتی ہین وہ بطور تفسیر تھین جو منسوخ ہوگئین یا اختلاف قرأت ہے۔

جواب یہ ہے کہ مجتہدین و علما کا اتفاق بالکل جھوٹ ہے اور یہ بات بالکل خلاف عقل بھی ہے کہ تحریف کرنے والے صرف آیات غیر احکام مین تحریف کرین اور آیات احکام کو ہاتھ نہ لگائین آخر ان کو تحریف سے فائدہ کیا ہوا شیعی روایات مین عبارات تحریف کا تفسیر ہونا محض افترا ہے۔ تفسیر کا منسوخ ہوجانا ڈاکٹر صاحب کا عالمانہ مقولہ ہے جو شاید دنیا مین کسی کی سمجھ مین نہین آسکتا تفسیر کا منسوخ ہوجانا چہ معنی اختلاف قرأت کا مضمون بھی بتا رہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے گھر کی خبر نہین۔ اجی حضرت آپ کے ائمہ معصومین فرماتے ہین کہ اختلاف[1] قرأت بالکل جھوٹ ہے۔

فرماتے ہین "اسی قرآن کو شیعہ پڑھتے ہین۔ ائمہ کے زمانے مین بھی یہی قرآن تھا اسی قرآن سے جناب سیدہ نے فدک پر اپنا حق ثابت کیا علی مرتضیٰ نے تینون خلفا کے سامنے اپنا استحقاق ثابت کیا ہے۔

---

[1] چنانچہ اصول کافی باب النوادر مین حضرت امام باقر و امام جعفر صادق دونون سے بڑی سختی کے ساتھ تعدد قرأت کی تکذیب منقول ہے اور یہ کہ قرآن صرف ایک ہی قرأت پر نازل ہوا ہے۔

جواب یہ ہے کہ شیعون کا اس قرآن کو پڑھنا ایمان کی دلیل نہین ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کے امام صاحب نے فرما دیا ہے کہ جب تک امام مہدی نہ آئین اسی محرف قرآن کو پڑھو (دیکھو اصول کافی) باقی باتین سب افترا ہین۔

قرآن کی تحریف مین ڈاکٹر صاحب نے دو تین روایتین اپنی نقل کر ڈالی ہین مگر یہ نہ بتایا کہ ان روایات مین اس قرآن کے تحریف ہے جو ائمہ کے پاس تھا یا اس قرآن کی جو مسلمانون کے پاس تھا اور نہ یہ ثابت کیا کہ ائمہ نے جو تحریف قرآن کی کی ہے بیاز راہ تقیہ نہین۔ ڈاکٹر صاحب کے قبلہ مولوی سبط حسن بھی مناظرہ امروہہ مین ان دونون باتون کو ثابت نہ کر سکے۔

فرماتے ہین کہ ”احادیث ائمہ مین یہ حکم ہے کہ ہر بات کو قرآن سے ملاؤ اور جو بات موافق نہو اسکو رد کرو“

جواب یہ ہے کہ یہ احادیث تو آپ لوگون کے لئے مصیبت جان ہین خود آپ کے علما لکھتے ہین کہ اب قرآن تو محرف ہے احادیث کو کس چیز سے ملا کر دیکھین۔

ڈاکٹر صاحب بہادر؟ براہ مہربانی یہ تو بتایئے کبھی آپ کے مجتہدین کرام نے اپنی روایات کو قرآن سے ملا کر دیکھا! اور اس دیکھ بھال مین کتنی روایات قرآن کے خلاف ملین اور ترک کیگئین یا کوئی روایت خلاف قرآن نہ نکلی۔

سب سے زیادہ لطیف بات ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھی ہے کہ ”ائمہ پر جھوٹ بہت باندھا گیا اور ایڈیٹر صاحب النجم نے جو روایات لکھی وہ کاذب اور غیر ثقہ رواۃ کی روایات پر منحصر ہین“

اچھا جناب تو یہ کہئے کہ آپ کی کتب اربعہ اور نہج البلاغہ وغیرہ سب کاذب اور غیر ثقہ راویون کی روایات سے لبریز ہین کیونکہ النجم مین انھین کتب کی روایات پیش کی گئی ہین۔

تحریف قرآن کی روایات جو دو ہزار سے زائد ہیں اور بقول آپ کے محدثین کے متواتر ہین اگر وہ سب جھوٹی ہین تو صاف کہدیجئے اور پھر جب اس مسائل مین آپ کے مذہب کا جھوٹ

کھل گیا تو آپ کے مذہب کی کون سی بات قابل اعتبار رہ گئی۔
فرماتے ہیں کہ "حضرت طلحہ سے حضرت علی نے کہا کہ اے طلحہ جو قرآن ابوبکر و عمر و عثمان نے جمع کیا ہے کیا وہ سب قرآن ہے یا اس میں غیر قرآن بھی ہے طلحہ نے کہا کہ وہ سب قرآن ہے غیر قرآن اس میں نہیں تو حضرت علی نے فرمایا اگر اس پر عمل کرو گے تو نجات پاؤ گے۔" معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب بہادر نے کیا سمجھ کر اس روایت کو نقل کیا اس سے تو بجائے ایمان بالقرآن کے بے ایمانی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے معلوم ہوا کہ حضرت علی کے نزدیک اس قرآن میں غیر قرآن بھی مخلوط ہے ورنہ حضرت طلحہ سے پوچھ کر اور ان کے جواب پر بطور شرط وجزا بیان کرنے کی حاجت کیا تھی۔

ڈاکٹر صاحب کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کون سی روایت ان کے موافق ہے کون مخالف ہے آنکھ بند کر کے نقل کرتے چلے جاتے ہیں اس رسالہ میں بہت جگہ اپنے خلاف روایات نقل کر کے خود اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری ہے جیسا کہ ناظرین کرام نے ملاحظہ کیا۔
ڈاکٹر صاحب نے ان چار منکرین تحریف کا نام لیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمام علما منکر تحریف ہیں حالانکہ ان چار کا منکر بے دلیل ہونا انجم میں خود ہی بیان ہو چکا ہے۔
خلاصہ یہ کہ انہیں خرافات کو لکھ کر ڈاکٹر صاحب نے شیعوں کا ایمان بالقرآن ثابت فرما دیا ہے شیعوں کو لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو شاباشی دیں۔
ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں دو شعر بھی قرآن کی تعریف میں اپنے کسی کے گھر سے نہیں بلکہ شیعوں کے گھر سے چرا کر لکھ دیے ہیں اول تو اس زبانی لفاظی سے ہوتا کیا ہے دوسرے یہ کہ چوہا اگر عطار کی دوکان سے ہلدی کی گرہ چرا لیجائے تو وہ عطار نہیں بن سکتا۔

وہ دونوں شعر یہ ہیں ؎

کلام ذات باری پر ہمارا دین و ایمان ہے　　قمر ہے چاند اور دن کا ہمارا چاند قرآن ہے
یار و سچا ہے دین قرآن کا　　جو نہ مانے وہ بھائی شیطان کا

ڈاکٹر صاحب بھی آپ کے اس آخری شعر پر صاد کر سکتے ہیں یقیناً جس کا دین قرآن کے خلاف ہو وہ شیطان کا بھائی ہے جو تحریف قرآن کا قائل ہو وہ شیطان کی

اولاد سے ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ حدیث ثقلین کی بحث

حدیث ثقلین کے متعلق ایک رسالہ دفتر النجم سے شائع ہو چکا ہے جس کا نام الرابع من المائتین ہے کئی سال ہو چکے لیکن اب تک کسی مجتہد صاحب کو جواب لکھنے کی ہمت نہوئی۔

یقیناً جو الفاظ حدیث ثقلین کے شیعوں نے مشہور کیے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور اہل بیت یہ قطعاً غلط ہیں ان کے غلط ہونے میں کچھ شک نہیں۔ شیعہ سُنی دونوں کے مذہب کے روسے اس مضمون پر سخت اعتراضات ہوتے ہیں ازانجملہ یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے حالانکہ فریقین کے نزدیک سنت بھی واجب الاتباع ہے اگر کہیئے کہ اہل بیت سنت کے خلاف نہیں ہو سکتے لہذا سنت کے ذکر کی ضرورت نہ تھی تو ہم کہتے ہیں کہ اہل بیت قرآن کے خلاف بھی نہیں ہو سکتے لہذا قرآن کے ذکر کی بھی ضرورت نہ تھی۔

صحیح الفاظ حدیث کے وہ ہیں جو امام مالک نے مؤطا میں اور دوسرے محدثین نے دوسری کتابوں میں روایت کیے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک قرآن دوسری اپنی سُنت۔ پوری تحقیق الرابع من المائتین میں دیکھو۔

حدیث ثقلین کی تحقیق نے مذہب شیعہ کا گھروندا اس طرح مٹا دیا کہ اب اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔

ڈاکٹر صاحب کی تمام خرافات کا بقدر ضرورت جواب ہو چکا وھذا اٰخر الکلام والحمد للہ رب العالمین۔

تمت